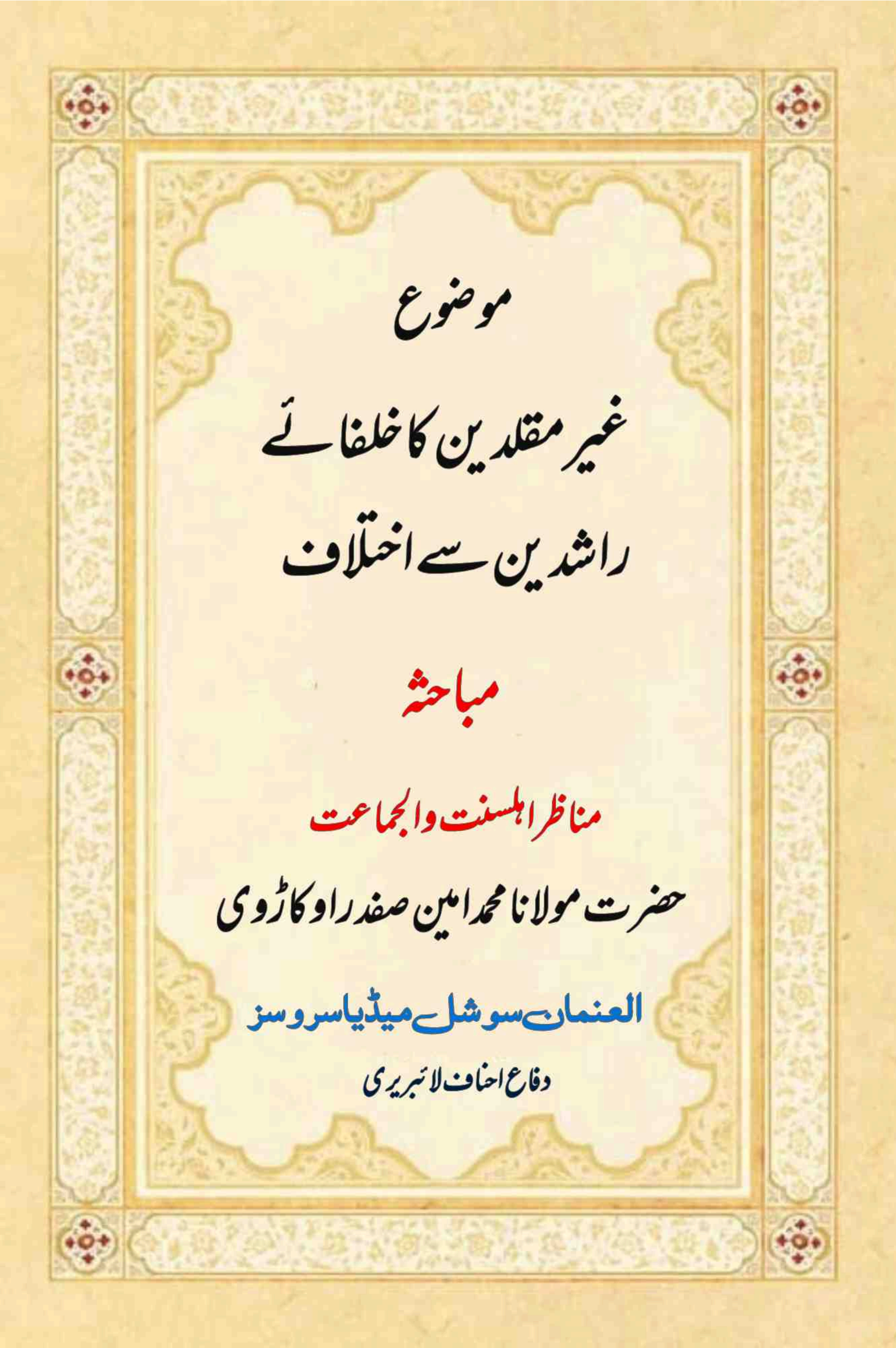


موضوع

غیر مقلدین کا خلفائے راشدین سے اختلاف

مباحثہ

مناظر اہلسنت والجماعت

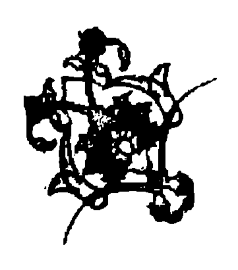
حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی

العنمان سوشل میڈیا سروسز

دفاع احناف لائبریری



بسم اللہ الرحمن الرحیم






مناظر اہل سنت والجماعت

حضرت مولانا **محمد امین صفدر اوکاڑوی** رحمۃ اللہ علیہ

غیر مقلدین کا خلفائے راشدین سے اختلاف




بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

غیر مقلدین کا خلفائے راشدین سے اختلاف۔

ایک دن تقریباً ۲۵ آدمی آئے جن میں تین مولوی صاحبان تھے، ایک مولوی صاحب اہل سنت والجماعت تھے اور دو غیر مقلد۔ ایک آدمی نے اپنی بات یوں شروع کی کہ ہم سب ایک مل میں کام کرتے ہیں۔ یہ سنی مولوی صاحب ہمارے امام مسجد ہیں اور یہ دونوں غیر مقلد مولوی صاحبان ہمارے ساتھ مل ملازم ہیں۔ ہم سب کلرک قسم کے ملازم ہیں۔ ہم پہلے پابندی سے نماز نہیں پڑھتے تھے۔ ہم ایک ایک دو دو کر کے تبلیغی جماعت میں جانے لگے اور الحمد للہ نماز کے پابند ہو گئے۔

لیکن اب پریشانی یہ ہے کہ یہ دونوں (غیر مقلد) مولوی صاحبان روزانہ ہمیں کہتے ہیں کہ ہماری نماز نہیں ہوتی۔ کبھی کوئی کتاب لے آتے ہیں، کبھی کوئی اشتہار۔

آخر بات یہاں تک پہنچی کہ کراچی جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن ایک بہت بڑا دینی بین الاقوامی مدرسہ ہے۔ یہ دونوں حضرات یہ کہتے تھے کہ وہاں چلو ہم بھی وہاں چلتے ہیں آپ دیکھ لیں گے کہ آپ کے بڑے بڑے علماء بھی جواب دینے سے عاجز ہیں۔ جب وہ

بھی جواب نہ دے سکے تو آپ کو اہلحدیث ہونا پڑے گا۔اس لئے دیانتداری سے یہ بات عرض کر رہے ہیں کہ اگر آج ان مسائل کو صاف نہ کیا گیا تو ہم یہیں بیٹھ کر اہلحدیث ہونے کا اعلان کریں گے اور مٹھائی تقسیم کریں گے۔اس لئے آپ صحیح صحیح بات ہمیں سمجھائیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

آپ سب لوگ ایک ہی دفتر میں کام کرتے ہیں۔آپ کے دفتر میں کوئی قادیانی، کوئی رافضی، کوئی منکر حدیث ہیں اور کچھ لوگ بے نماز بھی ہیں۔

متکلم۔

جی ہاں کیوں نہیں سرکاری دفاتر میں تو ہر قسم کے لوگ ہوتے ہی ہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

ان دونوں غیر مقلد حضرات نے کبھی ان سے بحث وتکرار کی، کسی قادیانی، یا رافضی یا منکر حدیث کو کوئی کتاب یا اشتہار دیا۔یا ان کو بھی آپ کی طرح مجبور کیا کہ اپنے مرکز میں ہمیں لے چلو بات کرواؤ اور اہلحدیث ہونے کا اعلان کرو۔

متکلم۔

جی بالکل نہیں ایک دن بھی کبھی ان سے نہیں الجھے یہ تو صرف ہمیں ہی روزانہ تنگ کرتے ہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

ان میں سے کتنے لوگ قادیانی بن چکے ہیں، کتنے ہی منکر حدیث بن چکے ہیں اگر ان کے دل میں رسول اقدس ﷺ کی عظمت اور آپ ﷺ کی سنت کی محبت ہوتی تو یہ لوگ ان پر محنت کرتے ان کے دل میں آنحضرت ﷺ کی عظمت بٹھاتے۔آپ ﷺ کی سنت کی محبت پیدا کرتے۔

انہوں نے نہ کسی قادیانی کو اہلحدیث بنایا، نہ کسی رافضی کو، نہ کسی منکر حدیث کو، اگر ان پر محنت کی ہو اور ان کو اہلحدیث بنایا ہو تو ذرا ان کے نام بتائیں تاکہ ہمارے علم میں اضافہ ہو۔

فہیم صاحب۔

جی نہیں ان پر تو یہ کوئی محنت نہیں کرتے۔ بلکہ سنیوں میں سے بھی جو نماز نہیں پڑھتے ان پر کوئی محنت نہیں کرتے کہ وہ نمازی بن جائیں جب ہم محنت کر کے ان کو نماز کے پابند کر لیتے ہیں تو اب یہ آجاتے ہیں کہ تمہاری نماز نہیں ہوتی، تمہارا وضو غلط ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ ہی کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کا طریقہ اپناؤ۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

یہ بات صرف کہنے کے لئے ہے اس پر یہ محنت بالکل نہیں کرتے مثلاً آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام میں داڑھی رکھنے پر کوئی اختلاف نہ تھا۔ تو ان لوگوں نے اس اتفاقی سنت پر کتنی محنت کی اور کتنے نوجوانوں کی داڑھیاں رکھوائیں لیکن سینکڑوں نوجوانوں کو ننگے سر نماز پڑھنے کی عادت ڈالی رسول اقدس ﷺ اور صحابہ کرام میں یہ عادت تلاش کرنے سے بھی نہیں ملتی۔

فہیم صاحب۔

آپ کی یہ باتیں بجا اور درست ہیں۔ آپ ہمیں وہ مسائل سمجھائیں جو نماز کے بارہ میں ہیں اور ان کے اور ہمارے درمیان اختلافی ہیں۔ لیکن ایک بات ذہن نشیں فرمالیں کہ کسی امتی کی کوئی بات یہ حضرات نہیں مانتے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

یہ تو آپ نے عجیب بات کہی۔ ہمیں جتنی احادیث پہنچی ہیں وہ ان امتیوں کے ذریعے سے پہنچی ہیں۔ ان احادیث کو صحیح یا ضعیف کہا ہے تو امتیوں نے ہی۔ ان راویوں کو قابل اعتبار یا ناقابل اعتبار قرار دیا ہے تو ان امتیوں نے ہی۔ اصول حدیث بنائے تو امتیوں نے۔ کیا یہ حضرات کسی حدیث کا صحیح یا ضعیف ہونا، کسی راوی حدیث کا معتبر یا غیر معتبر ہونا، اور حدیث کے ہر اصول

کو اللہ تعالی کے صریح فرمان یا رسول اقدس ﷺ کے واضح ارشاد سے ثابت کرتے ہیں؟۔

نہیں۔ فہیم صاحب یہ تو آج کی گفتگو میں آپ دیکھیں گے کہ یہ تو مانتے ہی امتیوں کی ہیں خدا

ورسول کی بات کو یہ نہیں مانتے۔

فهیم صاحب۔

یہ بات تو آپ نے بالکل سچ فرمائی کہ یہ جب کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف کہتے ہیں تو امتی کا ہی نام لیتے ہیں۔ راویوں کے بارہ میں بھی یہ امتیوں کے ہی اقوال پیش کرتے ہیں۔

غیر مقلد مولوی صاحبان۔

یہ بات غلط ہے ہم صرف قرآن حدیث کو ہی مانتے ہیں، ہم تو محدثین کی باتیں بھی مانتے ہیں ہاں البتہ فقہاء کی بات کو ہم نہیں مانتے اور نہ فقہ کو مانتے ہیں۔

فهیم صاحب۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ آج تک ہمارے سامنے جھوٹ ہی بولتے رہے کہ ہم صرف قرآن حدیث کو مانتے ہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

فقہاء کی طرف تو رجوع کرنے کا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے (التوبہ ۱۲۲)۔

رسول پاک ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائیں اس کو دین کا فقیہ بناتے ہیں۔

(بخاری ص ۱۶ ج ۱، ومسلم ص ۱۴۳ ج ۲)

اور رسول پاک ﷺ نے فقہاء کو خیار (بہترین لوگ) فرمایا۔

(بخاری ص ۴۹۷ ج ۱، مسلم)

اور آپ ﷺ نے فرمایا ایک فقیہ شیطن پر ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے۔

(ترمذی ص ۹۷ ج ۲)

اور فرمایا دو خصلتیں منافق میں جمع نہیں ہو سکتیں اچھی عادت اور تفقہ فی الدین۔

(ترمذی ص ۹۸ ج ۲)

دیکھئے رسول اقدس ﷺ نے فقہ کو خیر فرمایا اور فقہاء کو خیار فرمایا۔ فقہ کے مخالف کو منافق، بلکہ شیطن فرمایا نہ کہ اہلحدیث فرمایا۔

دیکھئے آپ کہتے ہیں کہ آپ نہ فقہ کو مانتے ہیں نہ فقہاء کو، تو آپ نے نہ خدا کی بات مانی نہ رسول پاک ﷺ کی اور محدثین بھی فقہاء کو ماننے کا حکم دیتے ہیں۔ امام بخاری فرماتے ہیں فقہ کو لازم پکڑ یہ حدیث کا پھل ہے اور فقیہ کا مرتبہ محدث سے کسی طرح کم نہیں۔

(الحطہ)

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ فقہاء ہی حدیث کے معانی زیادہ جانتے ہیں۔

(ترمذی ص ۱۹۳ ج ۱)

اور محدثین کو خود اعتراف ہے کہ محدثین پنساری ہیں اور فقہاء طبیب ہیں (تاریخ بغداد)

اور یہ بھی غلط ہے کہ آپ محدثین کو مانتے ہیں دیکھئے امام طحاوی، ملا علی قاری، امام عینی، ابن ترکمانی، ابن الحاتم کتنے جلیل القدر محدثین ہیں اور آپ ان کی تحقیق نہیں مانتے۔ کیا میں امید کر سکتا ہوں کہ جس طرح آپ نے بڑی جرأت سے فرمایا تھا کہ میں فقہ اور فقہاء کو نہیں مانتا۔ اب خدا تعالیٰ کا فرمان اور رسول اقدس ﷺ کی احادیث سن کر اس بات سے رجوع فرمالیں اور صاف اعلان کر دیں کہ میں آج کے بعد فقہ کو خیر اور فقہاء کو خیار اور فقہ کے مخالفین کو منافق اور شیطان سمجھوں گا کبھی اس کو اہل حدیث نہیں کہوں گا۔

فہیم صاحب۔

مولوی صاحبان خدا رسول اور محدثین کے اقوال کے موافق فقہ اور فقہاء کو ماننے کا اعلان کر دیجئے۔

غیر مقلد مولوی صاحبان۔

ہم فقہ اور فقہاء کو نہیں مانتے ہم صرف قرآن وحدیث کو مانتے ہیں اور بس۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

فہیم صاحب میں نے فقہ کو ماننے کے لئے قرآن اور احادیث ہی پڑھی ہیں ان کو یہ نہیں مانتے اچھا اب یہ حضرات کوئی آیت یا حدیث پڑھیں جس میں اللہ تعالیٰ نے فقہ اور فقہاء کو ماننے سے منع فرمایا ہو۔

غیر مقلد مولوی صاحبان۔

مولوی صاحب آپ قرآن وحدیث پڑھ کر ان کو دھوکا نہ دیں اور اصل مسئلہ سے فرار اختیار نہ کریں۔ ہم کوئی آیت یا حدیث پڑھ کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے آپ اصل مسئلہ نماز پر آئیں ہم فرار نہیں ہونے دیں گے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

حضرات آپ نے سن لیا کہ جو آیت اور احادیث میں نے سنائیں ان کو یہ نہیں مانتے اور ان سے آیت یا حدیث پڑھنے کو کہا ہے تو کہتے ہیں وقت ضائع ہوتا ہے۔ افسوس کوئی جاہل مسلمان بھی ایسی بات زبان پر نہیں لاسکتا۔

آیئے اب دیکھیں کہ اصل مسئلہ بھی مولوی صاحبان مانتے ہیں یا نہیں؟۔ جتنے مسائل میں ہمارا اور ان کا اختلاف ہے ان میں درحقیقت احادیث میں اختلاف ہے۔ ان اختلافی احادیث میں سے ایک حدیث پر یہ عمل کرتے ہیں دوسری پر ہم، انہوں نے اپنی رائے سے ایک حدیث پر عمل کیا دوسری پر عمل چھوڑا۔ ہم نے اس بارے میں خیر القرون کے مجتہد کی طرف رجوع کیا۔ خیر القرون کے مجتہد حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ نے ہمیں سمجھایا کہ خود آنحضرت ﷺ نے

...مایا تھا کہ میرے بعد تم بہت اختلاف دیکھو گے، بس میرے اور میرے خلفائے راشدین کے ...یقے کو لازم پکڑنا بلکہ دانتوں سے مضبوط پکڑنا۔ (۱)

(ترمذی ج۲ ص۹۲)

(۱) حدثنا عبدالله بن احمد بن بشير بن ذكوان الدمشقي ثنا الوليد بن مسلم ثنا عبدالله بن العلاء يعنى ابن زبر حدثنى يحيٰ بن ابى المطاع قال سمعت العرباض بن سارية يقول قام فينا رسول الله ﷺ ذات يوم فوعظنا موعظة بليغة وجلت منها القلوب وذرفت منها العيون فقيل يا رسول الله ﷺ وعظت موعظة مودع فاعهد الينا بعهد قال عليكم بتقوى الله والسمع والطاعة وان عبدا حبشيا وسترون من بعدى اختلافاً شديدا فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ واياكم والامور المحدثات فان كل بدعة ضلالة.

ترجمہ۔ بیان کیا ہمیں عبداللہ بن احمد بن بشیر بن ذکوان دمشقی نے وہ فرماتے ہیں کہ بیان کیا ہمیں ولید بن مسلم نے کہ بیان کیا ہمیں عبداللہ بن علاء یعنی ابن زبر نے کہ بیان کیا ہمیں یحیٰ بن ابی المطاع نے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرباض بن ساریہ کو سنا وہ فرمارہے تھے کہ نبی اقدس ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور آپ نے ہمیں فصیح و بلیغ وعظ فرمایا جس سے ہمارے دل نرم ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے پس کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ نے ہمیں نصیحت آموز وعظ فرمایا پس آپ ہم سے عہد لیں تو آپ نے فرمایا کہ تم اللہ سے ڈرو اور سنو اور اطاعت کرو اگر چہ حبشی غلام کیوں نہ ہو اور تم میرے بعد اختلاف شدید دیکھو گے پس تم پر میری سنت اور خلفائے راشدین مہدیین کی سنت لازم ہے اور اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لو اور نئے نئے کاموں (یعنی بدعت) سے بچ کر رہنا اس لئے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

(ابن ماجہ ص۵، ترمذی ص۳۸۳، ابوداؤد ص۲۷۹، دارمی ص۲۶، حاکم ص۹۵ ج۱)

اس لئے جہاں احادیث میں اختلاف ہوگا وہاں اس حدیث پر عمل کیا جائے گا جس پر آنحضرت ﷺ کے بعد خلفائے راشدین نے عمل جاری رکھا ہو اور جن احادیث پر خلفائے راشدین کا عمل ثابت نہ ہو ان اختلافی احادیث پر عمل ترک کیا جائے گا۔ یہ بیان خود رسول اقدس ﷺ نے دیا ہے کسی امتی کا بنایا ہوا نہیں۔ اس لئے اختلافی مسائل میں میں جو حدیث پیش کروں گا اس پر خلیفہ راشد کا عمل بھی حدیث کی کتاب سے ثابت کروں گا۔ مولوی صاحبان ہمیں فرمائیں کہ آیا اس فرمان نبی پر عمل کرتے ہوئے وہ بھی ہر حدیث کے ساتھ خلیفہ راشد کا عمل ثابت کریں گے۔

غیر مقلد مولوی صاحبان۔

ہم نے نبی پاک ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے خلفائے راشدین کا کلمہ نہیں پڑھا ہمیں خلفائے راشدین سے کیا غرض۔

فہیم صاحب۔

اف ہم تو سمجھتے تھے کہ یہ لوگ آئمہ مجتہدین کو نہیں مانتے یہ تو خلفائے راشدین کو بھی نہیں مانتے بلکہ خود رسول اقدس ﷺ کے بتائے ہوئے اصول پر بھی اختلاف ختم کرنے کو تیار نہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

لیکن ہم لوگ تو ان کی ناراضگی کے خوف سے نبی پاک ﷺ اور خلفائے راشدین کو نہیں چھوڑ سکتے۔ (مولوی صاحبان سے) حضرات آپ حضرات کے نزدیک تکبیر تحریمہ فرض ہے یا واجب یا سنت اس کی کوئی دلیل قرآن کی آیت یا حدیث سے سنائیں کہ تکبیر تحریمہ فرض ہے وغیرہ۔

غیر مقلد مولوی صاحبان۔

ہم کسی چیز کے فرض یا واجب یا سنت ہونے کو نہیں مانتے۔ یہ تو فقہاء کی خرافات ہیں جو بالکل بدعت ہیں اور بدعتی کا مقام دوزخ ہے۔ ان لوگوں نے اپنا الگ دین بنالیا ہے اس لیے ہم

تو نہیں مانتے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ

آپ غصے میں آ جائیں گے تو بات سمجھ نہیں سکیں گے غصہ اور ضد عقل کے دشمن ہیں۔ یہ دیکھیں یہ صحیح بخاری شریف کا اردو ترجمہ ہے، امام بخاری باب میں تکبیر تحریمہ کو فرض فرمار ہے ہیں، تو کیا امام بخاری بدعتی اور دوزخی ہیں۔ اور نیا دین بنانے والے اور خرافی ہیں۔

اچھا مولانا آپ کے علماء اور عوام رات دن کہتے ہیں کہ نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔ بلند آواز سے آمین کہنا، سینے پر ہاتھ باندھنا، رکوع کے وقت رفع یدین کرنا سنت ہے، کیا یہ بھی سب بدعتی اور دوزخی ہیں؟۔ تو ساری امت کو بدعتی کہنے کی بجائے کیا یہی اچھا نہیں تھا کہ آپ یہی فرما دیتے کہ ہمیں نہ تو تکبیر تحریمہ کا حکم معلوم ہے نہ اس حکم کی صریح دلیل۔

فہیم صاحب

سبحان اللہ۔ ان کو نماز کی تحریمہ کا حکم اور اس کی دلیل بھی یاد نہیں اور یہ فیصلہ کر لیتے ہیں کہ ساری امت کی نماز غلط ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ

لو فہیم صاحب آپ ابھی سے حیران ہو گئے یہ جب اکیلے نماز پڑھتے ہیں تکبیر تحریمہ آہستہ کہتے ہیں اور جب نماز میں مقتدی ہوتے ہیں تو بھی تکبیر تحریمہ آہستہ کہتے ہیں۔ (فہیم صاحب بے شک)

اگر یہ ایک آیت یا حدیث پیش کر دیں کہ اکیلے نمازی اور مقتدی کے لیے تکبیر تحریمہ آہستہ کہنا سنت ہے تو میں دس ہزار روپیہ انعام دوں گا۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

فهيم صاحب۔

مولوی صاحب اتنی زیادتی تو نہ کریں۔ان کے پاس تو حدیث کی بہت بڑی بڑی کتابیں ہیں۔یہ دن رات ان کا مطالعہ کرتے ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بارے میں یہ حدیثیں نہ دکھا سکیں۔مولوی صاحبان یہ کتابیں تو حدیث کی سب موجود ہیں، ہمارا تو کھانا پینا اور نیند بھی حرام کر رکھی ہے، کتابیں دکھا دکھا کر ہمیں رات دن ڈراتے رہتے ہو اور آج آپ کی تحریمہ ہی صحیح نہیں ہو رہی۔

غير مقلد مولوی صاحبان۔

ان مسائل کی حدیثیں نہ ہوں تو ہم کہاں سے دکھائیں، آپ لوگ تو شرارتیں کر رہے ہیں۔

حاضرين۔

اف! اچھا حدیث کا سننا سنانا شرارت ہے۔مولانا محمد امین صفدر صاحب شکریہ ہم سمجھ گئے کہ یہ لوگ قرآن حدیث کے جھوٹے دعوے کرتے ہیں جن کی تحریمہ بھی درست نہیں ان سے بات کرنے کا کیا فائدہ۔

مولانا محمد امين صفدر صاحبؒ۔

آپ اتنی جلدی نہ کریں خود بھی مسائل سمجھیں ان کو بھی سمجھنے کا موقع دیں۔چلو یہ تو آپ سمجھ گئے کہ یہ تکبیر تحریمہ کی احادیث بھی نہیں جانتے، تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہاتھ اٹھانے کی احادیث میں اختلاف ہے کہ آنحضرت ﷺ کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے، اور یہ بھی ہے کہ کانوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے۔ان لوگوں نے اپنی رائے سے ایک حدیث پر عمل کیا کہ کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے ہیں، کانوں تک ہاتھ اٹھانے والی حدیث انکے ہاں عملاً متروک ہے۔

اس کے برعکس ہم نے اپنی رائے کو دخل نہیں دیا۔طبرانی شریف کی حدیث ہمیں مل گئی کہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ جو یمن سے تشریف لائے تھے۔ان کو نماز سکھاتے ہوئے آپ ﷺ نے

فرمایا کہ اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ اور عورت ہاتھ پستانوں تک اٹھائے۔یعنی ہاتھوں کا نچلا حصہ پستانوں کے برابر ہوگا تو انگلیاں کندھوں کے برابر ہوں گی۔

(کنزالعمال ص ۳۰۷ ج ۷)

ہم نے اس حدیث کے مطابق دونوں حدیثوں پر عمل کرلیا کہ مرد کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور عورت کندھوں تک۔

غیر مقلد مولوی صاحبان۔

آپ خود جانتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے آپ نے کس دلیل سے عورت سے خاص کیا۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

میں نے تو خاص نہیں کیا یہ تو خود رسول اقدس ﷺ نے خاص کیا ہے۔آپ پورے ذخیرہ حدیث سے ایک حدیث دکھادیں کہ حضرت وائل ؓ کے اسلام کے بعد آپ ﷺ نے کبھی خود کندھوں تک ہاتھ اٹھائے ہوں۔یہ تو خاص کرنے سے پہلے کی بات ہے۔

حاضرین۔

ہاں یہ بہت ضروری ہے مولوی صاحبان دکھائیں کہ حضرت وائل کے اسلام کے بعد آپ ﷺ نے کبھی کندھوں تک ہاتھ اٹھائے ہوں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

یہ کہاں سے دکھائیں گے قیامت تک نہیں دکھا سکتے۔حضرت وائل اور حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنھما نے آنحضرت ﷺ کا صرف کانوں تک ہاتھ اٹھانا روایت کیا ہے۔ان کی حدیث میں کندھوں کا کوئی ذکر نہیں۔

اسی طرح ہاتھ باندھنے کی احادیث میں اختلاف ہے کسی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ دائیں ہتھیلی بائیں ہتھیلی پر رکھتے تھے،کسی حدیث میں ہے کہ دائیں ہتھیلی بائیں بازو پر رکھتے

[illegible] کی حدیث میں ہے کہ دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑتے تھے۔

ہم سب احادیث پر عمل کرتے ہیں دائیں ہتھیلی بائیں ہتھیلی پر رکھتے ہیں، دائیں انگوٹھے اور چھنگلیا سے بائیں بازو کو پکڑتے ہیں، اور دائیں ہاتھ کی تین انگلیاں بائیں بازو پر رکھتے ہیں۔

یہ حضرات دائیں ہتھیلی سے بائیں کہنی کو پکڑتے ہیں۔ یہ پورے ذخیرہ حدیث میں سے ایک صریح حدیث دکھا دیں کہ آنحضرت ﷺ دائیں ہتھیلی سے بائیں کہنی کو پکڑا کرتے تھے۔ یہ کتابیں موجود ہیں ذرا حدیث نکال دیں۔

غیر مقلد مولوی صاحبان۔

(غصے میں [illegible]) یہ بات [illegible] سے حدیث پوچھا [illegible] نہیں [illegible] سکتے۔ ہم چلے جائیں گے۔

حاضرین۔

آپ کو حدیث نہیں آتی تو جو احادیث مولوی صاحب سنا رہے ہیں ان کو ادب و احترام سے سن لو۔ یہ حدیث کو سن کر غصہ ہونا اور شور مچانا یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ آپ سے حدیث اس لئے پوچھتے ہیں کہ آپ واپس جا کر یہ نہ کہیں کہ ہمیں تو بہت سی احادیث یاد تھیں لیکن ہمیں حدیث سنانے کا موقع نہیں دیا گیا۔

اور مولوی صاحب آپ کو احادیث اس لئے سنا رہے ہیں کہ آپ واپس جا کر یہ شور نہ مچائیں کہ ہمیں کوئی حدیث سنائی ہی نہیں گئی۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

نماز میں ہاتھ باندھنے کا یہ مسئلہ ہے کہ کہاں باندھے جائیں۔ تو عورت کے بارے میں امت کا اجماع ہے کہ ان کے لئے سینے پر ہاتھ باندھنا سنت ہے۔

(السعایہ ص۱۵۶ ج۲)

غیر مقلد مولوی صاحبان۔

ہم اجماع امت کو نہیں مانتے قرآن حدیث کی بات کرو۔

اہل حدیث کے دو اصول اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول.

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

اجماع کو ماننے کا حکم قرآن اور حدیث میں ہی تو ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

''اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی جبکہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے رستہ کے خلاف تو ہم حوالے کریں گے اس کو اسی طرف جو اس نے اختیار کی اور ڈالیں گے اسکو ہم دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ پہنچا۔''

(النساء۔۱۱۵)

اور آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ میری امت کو ہرگز گمراہی پر جمع نہیں کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے جو اس سے الگ ہوا وہ آگ (دوزخ) میں ڈال دیا جائے گا۔

(ترمذی ص۳۹ ج۲)

معلوم ہوا کہ اجماع کا مخالف خدا اور رسول کے حکم کے موافق دوزخی ہے کیا آپ خدا اور رسول کے اس حکم کو مان لیں گے یا آپ بھی کوئی آیت یا حدیث ایسی پیش کریں جس کا مطلب ہو کہ اجماع امت کو ماننے والا دوزخی ہے۔

غیر مقلد مولوی صاحبان۔

ہم نے بار بار کہا ہے کہ آپ ہم سے قرآن حدیث کا مطالبہ نہ کریں ورنہ ہم اٹھ کر چلے جائیں گے۔

حاضرین۔

اگر آپ کے پاس قرآن حدیث کا ثبوت نہیں۔ تب تو آپ ناراض کیوں ہوتے ہیں۔

مولوی صاحب کی پیش کردہ آیت وحدیث مان لیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

حضرات قیامت آجائے گی مگر یہ کبھی نہیں کہیں گے کہ ہم اس آیت اور حدیث کو مانتے ہیں۔آپ آگے سنئے۔

"رسول اقدس ﷺ دایاں ہاتھ بائیں پر رکھ کر ناف کے نیچے باندھا کرتے تھے (ابن ابی شیبہ ص۳۹۰ ج اطبع کراچی)

اور حضرت علی ؓ فرماتے ہیں نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے۔(ابن ابی شیبہ ص۳۹۱ ج۱، مسند احمد ص۱۱۰ ج۱)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے بھی یہی روایت ہے۔(الجوہر النقی ص۳۱ ج۲)

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ نیچے ہاتھ باندھنا اخلاق نبوت سے ہے۔ (الجوہر النقی ص۳۲ ج۲)

یہی حضرت علی ؓ سے مروی ہے (مسند امام زید)

مولوی صاحبان سے بھی گزارش ہے کہ وہ کسی خلیفہ راشد سے یہ حکم دکھادیں کہ سینے پر ہاتھ باندھنا سنت ہے۔ سنت کا لفظ دکھانے پر ہم دس ہزار روپیہ انعام دیں گے،اور یہ جولوگوں کو کہا کرتے ہیں کہ جو ناف کے نیچے ہاتھ باندھےاس کی نماز نہیں ہوتی یہ کسی حدیث سے دکھادیں اور دس کلو مٹھائی ابھی حاضر کردیں گے۔

غیر مقلد مولوی صاحبان۔

اگر ہمارے پاس سینے پر ہاتھ باندھنا سنت ہونا کسی حدیث یا کسی خلیفہ راشد یا کسی صحابی سے ثبوت نہیں تو یہ بھی تو سب حدیثیں ضعیف ہیں ان میں ایک بھی صحیح نہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

آپ ان احادیث کے کسی راوی پر جرح مفسر ثابت کریں کیونکہ جرح مبہم مقبول نہیں

... نے ہمارے ہاں آئمہ حدیث کی مبہم جرح مقبول نہیں، ہاں جرح مفسر ہو اور سبب جرح امت متفق علیہ ہو۔ اور وہ ایسے آدمی سے صادر ہوئی ہو جو دین کی خیر خواہی میں مشہور ہو اور متعصب "

(المنار ص ۲۷۶)

ان چار شرائط کے مطابق جرح کریں۔

(غیر مقلد مولوی صاحبان خاموش ہیں)

حاضرین یہ عجیب فرقہ ہے نہ سنت کو مانتا ہے نہ خود سنت کا لفظ دکھا سکتا ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

ہاتھ باندھنے کے بعد ثنا پڑھی جاتی ہے آنحضرت ﷺ سے سبحنک اللھم پڑھنا ثابت ہے۔[1]

(مجمع الزوائد ص ۱۰۷ ج ۲، ترمذی ص ۶۲)

---

(۱) عن ابی سعید الخدری قال کان رسول اللہ ﷺ اذا قام الی الصلوٰۃ باللیل ثم یقول سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک و تعالیٰ جدک ولا الہ غیرک۔

(نسائی ص ۱۴۳ ج ۱۔ ابن ماجہ ص ۵۸)

عن عائشۃ رضی اللہ عنھا کان النبی ﷺ اذا افتتح الصلوٰۃ قال سبحانک اللھم وبحمدک . عن ابن مسعود (طبرانی) عن جابر (بیھقی) (ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ)

عن انس، طبرانی اوسط سند جید نصب الرایہ، آثار السنن، قال الحافظ ابن حجر اسنادہ جید (الدرایہ ص ۷۰) واخرج

کے علاوہ اور بھی دعائیں مروی ہیں، لیکن آپ ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق (المنتقی) حضرت عمرؓ (مسلم ص ۱۷۲ ج ۱) حضرت عثمانؓ (دار قطنی) سبحٰنک اللھم ہی پڑھا کرتے تھے۔ کسی خلیفہ راشد سے فرائض میں اللھم باعد بینی ثابت نہیں آپ غیر مقلد سبحٰنک اللھم کو چھوڑتے جارہے ہیں۔

غیر مقلد مولوی صاحبان۔

آپ بار بار خلفائے راشدین کی روایات پیش کرتے ہیں ہم نے ان کا کلمہ نہیں صرف نبی کا کلمہ پڑھا ہے۔

الدار قطني وقال اسناده كلهم ثقات . (زيلعي ص ۳۲۰ ج ۱)

عن ابی بکر الصدیق انه کان یستفتح بذالک (ای بسبحانک اللهم) (المنتقیٰ لابن تیمیه و سنن سعید بن منصور)

عن عمر بن الخطاب ان انا سا من اهل البصرة اتو عند عمر بن الخطاب لم یاتوه الا یسئلوه عن افتتاح الصلوٰة قال فقام عمر فافتتح الصلوٰة وهم خلفه ثم جهر فقال سبحنک اللهم وبحمدک.

(کتاب الآثار امام محمد و کتاب الآثار امام ابو یوسف)

حضرت عمرؓ تعلیم دینے کے لئے بلند آواز سے پڑھتے تھے۔

(کذا قال ابن تیمیہؒ فی المنتقیٰ و ابن الهمام فی فتح القدیر)

کان عثمانؓ اذا افتتح الصلوٰة یقول سبحانک اللهم یسمعنا ذالک. (دار قطنی)

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

سبحنک اللھم کے بعد متصلا اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم حضرت عمرؓ

پڑھتے تھے (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۳۷ ج ۱)

اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ تعوذ آہستہ پڑھا کرتے تھے (طحاوی)

آپ بھی اعوذ باللہ کی یہ ترتیب اور اس کا آہستہ پڑھنا کسی مرفوع حدیث سے دکھائیں۔

آپ کے پاس اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

حاضرین۔

مولوی صاحبان آپ بھی تو کوئی احادیث دکھائیں مولوی صاحب نے کتنی حدیثیں

پیش کیں، چلو یہی دو احادیث دکھا دیں کہ تعوذ آنحضرت ﷺ نے سبحنک اللہ کے بعد متصلا

پڑھا ہو اور آہستہ پڑھا ہو۔

غیر مقلد مولوی صاحبان۔

ہمیں ہر مسئلہ کی حدیث یاد نہیں ہوتی۔

حاضرین۔

آپ کو تو کسی کی بھی یاد نہیں نام ہی اہل حدیث ہے دھوکا کے لئے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اقدس ﷺ پھر حضرت ابوبکرؓ، پھر حضرت

عمرؓ، پھر حضرت عثمانؓ کے پیچھے نمازیں پڑھیں، یہ سب بسم اللہ الرحمن الرحیم اونچی

آواز سے نہیں پڑھا کرتے تھے۔ (۱)

(۱)۔ حضرت انسؓ نے آنحضرت ﷺ اور خلفائے ثلاثہ اور صحابہ کے پیچھے تقریباً پچیس سال کم از کم پچیس ہزار مرتبہ جہری نمازیں پڑھتے رہے مگر کبھی بھی انہوں نے تسمیہ بالجہر نہیں سنی۔

(مسند احمد ص ۱۱۴، ۱۱

حضرت علیؓ بھی بسم اللہ اونچی نہیں پڑھتے تھے (طحاوی ص ۱۴۰ ج ۱)

(معارف السنن ص ۳۷۸ ج ۲)

وفی روایة مسلم ولا یذکرون بسم الله الرحمن الرحیم فی اول قراة ولا فی آخرها . اخرج النسائی فی سننه.

لم اسمع احدا منهم یجهر ببسم الله الرحمن الرحیم اخرج الطحاوی والطبرانی فکانوا یسرون ببسم الله الرحمن الرحیم .

حضرت انسؓ کی یہ روایت مسلم ص ۱۷۲، نسائی ص ۱۴۴ پر ہے۔

عن عائشةؓ قالت کان رسول الله ﷺ یستفتح الصلوٰة باالتکبیر والقرأة بالحمدلله رب العلمین. (مسلم ص ۱۹۴ ج ۱، ابو داؤد ص ۱۱۴ ج ۱، ابن ماجه ص ۵۸، مسند احمد ص ۳۱ ج ۶)

عن ابن عبدالله بن المغفل قال سمعنی ابی و انا فی الصلوٰة اقول بسم الله الرحمن الرحیم فقال لی ای بنی محدث --------

وقال قد صلیت مع النبی ﷺ ومع ابی بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ فلم اسمع احدا منهم یقولها (ترمذی، نسائی ص ۱۴۴)

امام ترمذیؒ حضرت عبداللہ بن المغفلؓ کی حدیث کے تحت لکھتے ہیں والعمل علیه عند اکثر اهل العلم من اصحاب النبی ﷺ منهم ابو بکر و عمر وعثمان و علی رضی الله عنهم و غیرهم و من بعدهم من التابعین -------- لا یرون ان یجهر ببسم الله الرحمن الرحیم قالوا ویقولها فی نفسه.

امام ترمذیؒ نے حضرت علیؓ کا اسم گرامی بھی نقل فرمایا ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کی روایت بھی نقل کر دی جائے۔

حضرت عبداللہ ابن مغفل رضی اللہ عنہ صحابی رسول نے اونچی بسم اللہ کو بدعت فرمایا (ترمذی

(۶۱

لیکن یہ غیر مقلدین رسول اقدس ﷺ اور خلفائے راشدین کے خلاف بلند آواز سے بسم

... پڑھتے ہیں۔ کیا مولوی صاحبان کسی ایک ہی خلیفہ راشد سے، ایک دن، ایک نماز کی ایک ہی

... ت میں بسم اللہ بالجہر ثابت کر سکتے ہیں۔ افسوس ہے کہ آپ نے خلفائے راشدین کا

... یقہ چھوڑ کر شیعوں والا طریقہ اپنا رکھا ہے۔

حاضرین۔

یہ بات آپ کی بالکل درست ہے یہ سنتوں کو مٹا کر شیعوں کا طریقہ جاری کر کے بہت

... ش ہوتے ہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿ فاقرؤا ما تیسر من القرآن ﴾

اب پڑھو جتنا تم کو آسان ہو قرآن سے۔ (المزمل ۲۰)

اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ثم اقرأ بما تیسر معک من القرآن.

عن ابی وائل قال لم یکن عمرؓ و علیؓ یجھران ببسم اللہ الرحمن الرحیم ولا بآمین. (طحاوی ص ۱۵۰ تھذیب الآثار)

عن ابی وائل قال کان علیؓ و عبداللہؓ لا یجھران ببسم اللہ الرحمن الرحیم ولا بالتعوذ ولا بالتامین. (طبرانی کبیر، مجمع الزوائد ص ۱۰۸ ج ۲)

عن ابراھیم النخعی خمس یخفیھن الامام سبحانک اللھم وبحمدک والتعوذ وبسم اللہ الرحمن الرحیم و آمین واللھم ربنا لک الحمد۔ (مسند عبدالرزاق)

(بخاری ص۱۰۹ ج۱، مسلم ص۱۷۰ ج۱)

اور فرمایا لا صلوۃ الا بقرأۃ۔

(مسلم ص۱۷۰ ج۱)

اس آیت اور متفق علیہ حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز میں مطلق قرأت فرض ہے
مقلد اس کو فرض نہیں مانتے۔

کیا آپ کوئی آیت یا کوئی متفق علیہ حدیث پیش کر سکتے ہیں کہ نماز میں مطلق قرأت فرض نہیں؟۔

حاضرین۔

حضرات یہ ہمارے پیچھے پھرا کرتے تھے کہ قرآن و حدیث سنو، آج نہ ہی سناتے ہیں نہ ہی سن کر مانتے ہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں جس نے نماز پڑھی اور اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز ناقص ہے۔ مگر یہ کہ وہ امام کے پیچھے ہو (تو فاتحہ نہ پڑھے)۔

(کتاب القرأۃ عن جابر ص۱۳۶ عن ابی ہریرۃ ص۱۷۱)

نیز آپ ﷺ نے حضرت ابو ہریرہؓ کو حکم دیا کہ مدینہ میں منادی (اعلان) کر دو کہ نماز نہیں ہے مگر قرآن کے پڑھنے سے اگرچہ فاتحۃ الکتاب اور کچھ زیادہ ہو۔

(ابوداؤد ص۱۱۸ ج۱)

ان احادیث سے صاف معلوم ہوا کہ امام اور منفرد اگر سورۃ فاتحہ نہ پڑھے تو ان کی نماز ناقص ہے (باطل نہیں) لیکن غیر مقلد رسول اقدس ﷺ کے خلاف اس کی نماز کو باطل کہتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے فاتحہ کے بعد فصاعدا (مسلم ص۱۶۹ ج۱)، ما تیسر (ابوداؤد ص۱۱۸) ما زاد (ایضاً) یعنی کچھ اور قرآن نہ پڑھنے والے کے بارہ میں بھی

امام کے پیچھے اس کی نماز (کامل) نہیں ہوتی۔

معلوم ہوا کہ فاتحہ کے علاوہ کچھ اور قرآن پڑھنا بھی امام ،منفرد پر واجب ہے۔لیکن غیر مقلد ان احادیث کونہیں مانتے اور نام اہل حدیث رکھ کر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔

حاضرین۔

ہمارا کتنا دل خوش ہوگا اگر آپ ایک دفعہ مان جائیں کہ ہم نے ان آیات واحادیث کو مان لیا ہے۔

غیر مقلد مولوی صاحبان۔

آپ ہمیں زبردستی منوانا چاہتے ہیں جاؤ ہم نہیں مانتے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ ،حضرت ابوبکر صدیق ؓ ،اور حضرت عمر ؓ قرأت ﴿ الحمد للہ رب العلمین ﴾ سے شروع کیا کرتے تھے۔[1]

(ابن ماجہ ص ۵۹)

اور آپ ﷺ نے فرمایا قرآن میں عظمت والی سورۃ سورۃ فاتحہ ہے۔

(بخاری ص ۶۴۲ ج ۲)

(۱) عن قتادة انه كتب اليه يخبره عن انس بن مالك ؓ انه حدثه قال صليت خلف النبي ﷺ وابى بكرؓ و عمرؓ و عثمانؓ فكانوا يستفتحون بالحمد لله رب العلمين . (مسلم ص ۱۷۲ ج ۱)

وفي سنن ابن ماجه حدثنا محمد بن الصباح انبأنا سفيان عن ايوب عن قتادة عن انس بن مالك ح و حدثنا جبارة بن المغلس ثنا ابو عوانة عن قتادة عن انس بن مالك ؓ قال كانا ابو

آپ سورۃ فاتحہ کو قرآن میں مانتے ہیں جبکہ غیر مقلد کہتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ قرآن میں شامل نہیں ہے۔ اور حضور ﷺ اور خلفائے راشدین کے نزدیک قرأت سورۃ فاتحہ سے شروع ہوتی ہے۔ لیکن غیر مقلد حضرات فاتحہ کو قرأت میں شامل ہی نہیں مانتے۔ نہ وہ ہماری پیش کردہ احادیث کو مانتے ہیں اور جب ہم ان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ نبی اقدس ﷺ اور یا کسی خلیفہ راشد سے ثابت کر دیں کہ انہوں نے فرمایا ہو کہ سورۃ فاتحہ قرأت نہیں ہے تو ہم دس ہزار روپے انعام دیں گے تو وہ بھی پیش نہیں کرتے۔

غیر مقلد مولوی صاحبان۔

تم بار بار کہہ رہے ہو کہ اہل حدیث کا مسلک قرآن حدیث کے خلاف ہے۔ حدیث میں آتا ہے لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب

(بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، موطا)

اللہ کے پاک پیغمبر تو فرمائیں کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور تم کہتے ہو کہ فاتحہ کے بغیر نماز پوری ہو جاتی ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

جناب من اتنا غصہ اچھا نہیں ہوتا۔ غصے میں انسان کی عقل ٹھکانے نہیں رہتی آپ نے غصے میں آکر حدیث کی سات کتابوں پر جھوٹ بولا ہے۔ ان کتابوں میں یہ حدیث ان الفاظ میں

بکر و عمر یفتحون القراۃ بالحمد للہ رب العلمین. ص ۵۹.

وقال النسائی فی سننہ اخبرنا عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن الزھری حدثنا سفیان عن ایوب عن قتادۃ عن انس قال صلیت مع النبی ﷺ و مع ابی بکر و عمر رضی اللہ عنھما فافتتحوا بالحمد للہ رب العلمین.

ہرگز نہیں۔ اگر آپ ان کتابوں میں ان الفاظ سے یہ حدیث دکھا دیں تو فی کتاب دس ہزار روپیہ انعام دوں گا۔

(اس کے بعد ساتوں کتابیں باری باری ان کے سامنے پیش کی گئیں مگر وہ تو حدیث دکھانے کی بجائے حدیث کی کتابوں کو دھکے مارتے تھے اور شور مچاتے تھے۔ حاضرین ان کی اس حرکت سے سخت حیران تھے وہ بار بار کہہ رہے تھے کہ حدیث پاک کی کتابوں کا احترام کرو)۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

ہمارے بارے میں بھی آپ نے جھوٹ بولا ہے۔ اگر آپ کو ہمارا مسئلہ معلوم نہیں تو ہم سے پوچھ لیا کریں ہمارے بارے میں غلط بیانی سے اور جھوٹ بول کر دنیا کی رسوائی اور آخرت کا عذاب نہ خریدیں۔

حاضرین۔

اچھا مولوی صاحب یہ مسئلہ ہمیں سمجھائیں یہ بہت ہی ضروری مسئلہ ہے اس پر یہ روز جھگڑا کرتے ہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

ہم اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ جس طرح خطبے کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا، مگر خطیب کا خطبہ سب کی طرف سے ہو جاتا ہے، خواہ کسی کو خطیب کی آواز سنائی دے یا نہ سنائی دے، کسی کو خطیب خطبہ پڑھتا ہوا دکھائی دے یا نہ دے یا کوئی خطیب کا خطبہ ختم ہونے کے بعد ہی آکر جماعت میں ملا، اس نے نہ خطیب کا خطبہ سنا اور نہ ہی خطیب کو خطبہ پڑھتے دیکھا، مگر خطبہ اس کی طرف سے بھی ہو گیا۔ کوئی شخص یہ نہیں کہتا کہ میں بغیر خطبہ کے جمعہ پڑھ کے آیا ہوں اور میرا عقیدہ ہے کہ جمعہ کا خطبہ ہرگز نہیں پڑھنا چاہئے۔

مولوی صاحبان آپ کے لوگ بھی خود خطبہ نہیں پڑھتے تو آپ کا عقیدہ یہی ہے کہ جمعہ

بغیر خطبہ کے ہوتا ہے۔ مولوی صاحب دین کے مسائل کو بگاڑ کر عوام کو پریشان کرنا دین کی خدمت نہیں۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ نماز میں مطلق قرأت فرض ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اس میں سے سورۃ فاتحہ واجب ہے اور چند آیات قرآن پڑھنا بھی واجب ہے۔ ہاں با جماعت میں امام کی قرأت (قرأت اور سورت) سب کی طرف سے ادا ہو جاتی ہے۔ خواہ امام کی آواز سنائی دے یا نہ دے، یا کوئی شخص رکوع میں آکر شریک ہو، اس کی طرف سے قرأت ہو چکی۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ جس طرح ایک خطیب کا خطبہ سب حاضرین کے لئے کافی ہے، ایک امام کا سترہ سب مقتدیوں کے لئے کافی ہے، ایک مؤذن کی آذان پورے محلّے کے لئے کافی ہے، ایک آدمی کی اقامت ساری جماعت کے لئے کافی ہے، اسی طرح ایک امام کی قرأت ساری جماعت کے لئے کافی ہے۔

حاضرین

سبحٰن اللہ۔ آج مسئلہ بڑی وضاحت سے سمجھ میں آگیا اس کے بعد کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

''اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگائے رہو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم ہو''۔

(الاعراف ۲۰۴)

اور رسول اللہ ﷺ نے جب نماز با جماعت کا طریقہ سکھایا تو یہی حکم دیا کہ امام تکبیر کہے تم

بھی تکبیر کہو، امام قرأت (فاتحہ و سورت) پڑھے تم خاموش رہو۔ [1]

(مسلم ص ۱۷۴ ج ۱، مسند احمد ص ۴۱۵ ج ۴، ابن ماجہ ص ۶۱)

اور فرمایا جو امام کے ساتھ نماز پڑھے تو امام کی قرأت اس کے لئے بھی قرأت ہے۔ [2]

اور بے شک نبی اقدس ﷺ اور ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی رضی اللہ عنہم اور ایک روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سب امام کے پیچھے قرأت (فاتحہ و سورت پڑھنے) سے منع کیا کرتے تھے۔ [3]

(۱)۔ امام احمد، امام مسلم، نسائی، ابن حزم ظاہری، دار قطنی مفسر ابن جریر، ابو زرعہ، علامہ قسطلانی، ابن قدامہ، عثمان بن ابی شیبہ، علامہ عینی حنفی، ماردینی، ابو عوانہ، ابن خزیمہ، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ، علی بن مدینی، سعید بن منصور، یحییٰ بن معین، ابن عبدالبر مالکی، ابن کثیر شافعی، اسحاق بن راہویہ، ابن صلاح نے اس حدیث کو صحیح مانا ہے۔ (نصب الرایہ مع الحاشیہ ص ۱۵ ج ۲، معارف السنن ص ۲۴۹ ج ۳)

(۲). قال محمد اخبرنا ابو حنيفة قا حدثنا ابو الحسن موسىٰ بن ابى عائشة عن عبدالله بن شداد بن الهاد عن جابر بن عبدالله عن النبى ﷺ انه قال من صلى خلف الامام فان قرأت الامام له قرأت. (موطا محمد ص ۹۸)

عن جابرؓ عن النبى ﷺ قال من صلى خلف الامام فان قرأت الامام له قرأت. (كتاب القرأت للبيهقى)

(۳). روى ان ابا بكر و عمر و عثمان كانوا ينهون عن القرأت مع الامام. (عبدالرزاق ص ۱۳۹ ج ۲)

قال على من قرأ مع الامام فليس على الفطرة. (عبدالرزاق، ابن ابى شيبه)

اب ان مولوی صاحبان سے بھی ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ سے صرف ایک صحیح، صریح، مرفوع، غیر معارض حدیث ایسی پیش کر دیں جو آیت کریمہ واذا قرئ القرآن کے نزول کے بعد کی ہو اور آپ ﷺ نے فرمایا ہو کہ امام کے پیچھے قرآن پاک کی ایک سو تیرہ سورتیں پڑھنا منع اور حرام ہے، اور ایک سورۃ فاتحہ پڑھنی فرض ہے۔ اس کے بغیر مقتدی کی نماز نہیں ہوتی محض باطل اور بے کار ہے۔

اور صرف ایک قول کسی ایک خلیفہ راشد سے دکھا دیں، انہوں نے فرمایا ہو کہ امام کے پیچھے باقی قرآن پڑھنا حرام ہے، فاتحہ پڑھنا فرض ہے، جو نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ ہم آپ کو تین ہزار روپیہ انعام دیں گے ہمت کرو دیدہ باید۔

حاضرین

مولوی صاحبان یہ دونوں حدیثیں پیش کریں۔ آج تک آپ ہمیں یہی دھوکہ دیتے رہے ہیں کہ سنی علماء کسی مسئلہ پر نہ قرآن کی دلیل پیش کر سکتے ہیں، نہ حدیث نبوی۔ یہ تو حنفی ہیں صرف امام ابوحنیفہؒ کے اقوال پر گزارہ کرتے ہیں۔ لیکن آج ہم سن رہے ہیں کہ مولوی صاحب قرآن حدیث سے مسائل ثابت کر رہے ہیں، آپ قرآن حدیث کو ماننے سے انکار کر رہے ہیں۔ اور مولوی صاحب آپ سے قرآن وحدیث کی دلیل کا مطالبہ کر رہے ہیں آپ کا دامن بالکل خالی ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ

صحیح بخاری شریف ص ۱۰۷ ج ا پر ہے کہ آمین دعا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں
"دعا مانگو اپنے رب سے گڑ گڑا کر اور خفیہ طریق پر"۔

(الاعراف۔ ۵۵)

نیز حضرت زکریا علیہ السلام کی تعریف میں فرماتے ہیں
"جب اس نے اپنے رب سے دعا مانگی خفیہ طریق پر۔" (مریم)

جب آمین دعا ہے، اور دعا آہستہ مانگنے کا حکم ہے، تو ہم ہمیشہ قرآنی حکم کے مطابق آمین آہستہ کہتے ہیں۔ لیکن ہمارے غیر مقلد دوست۔

(۱) جب اکیلے نماز پڑھتے ہیں تو ہر رکعت میں ہمیشہ آہستہ آمین کہتے ہیں۔

(۲) امام کے پیچھے گیارہ رکعتوں میں ہمیشہ آہستہ آمین کہتے ہیں۔

(۳) امام کے پیچھے چھ جہری رکعتوں میں ہمیشہ اونچی آواز سے آمین کہتے ہیں۔

(۴) ان کا امام بھی ہمیشہ جہری چھ رکعتوں میں اونچی آمین کہتا ہے، جب کہ رسول پاک ﷺ امام بن کر آہستہ آمین کہتے تھے۔

(مسند احمد ص ۳۱۶ ج ۴، ابوداؤد طیالسی ص ۱۳۸، حاکم ص ۲۳۲ ج ۲ وقال صحیح علی شرطہما)

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آہستہ آہستہ آمین کہا کرتے تھے۔

(طحاوی ص ۱۴۰ ج ۱)

جبکہ بلند آواز سے آمین کہنا کسی خلیفہ راشد سے ثابت ہے اور نہ ہی عشرہ مبشرہ سے، نہ امام بن کر، نہ مقتدی بن کر، اگر یہ مولوی صاحبان آمین کے بارہ میں ان پانچ مسائل کا جواب حدیث صحیح، صریح، مرفوع، غیر معارض سے دیں تو ہم پچاس ہزار روپیہ دینگے۔

حاضرین۔

ثابت ہو رہا ہے کہ یہ لوگ خلفائے راشدین کو چھوڑ کر شیعہ کے طریقہ کو پسند کرتے ہیں۔

فہیم صاحب۔

مولوی صاحب آج کل ایک نئی رسم ان میں چل نکلی ہے یہ مغرب کی نماز سے پہلے دو نفل پڑھتے ہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

جی ہاں ان کا علم احادیث کے بارہ میں نہایت کمزور ہے، ان کو پہلے زمانے کی احادیث کا علم ہے، بعد والی کا نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمادیا تھا ہر دو اذانوں کے درمیان دو رکعتیں پڑھو

سوائے مغرب کے۔[1]

(دار قطنی ص ۲۶۴ ج ۱)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کبھی مغرب سے پہلے نفل نہیں پڑھے۔[2]

(عبدالرزاق ص ۴۳۵ ج ۲)

حضرت علی ﷺ ان نوافل کے قائل نہ تھے۔ (نووی ص ۲۷۸ ج ۱)

(۱). عن بريدة قال رسول الله ﷺ ان عند كل اذانين ركعتين ما خلا المغرب. (دار قطني ، بيهقي)

گو یہ ضعیف ہے لیکن درجہ استشہاد میں پیش کی جا سکتی ہے۔

عن جابرؓ سالنا نساء رسول الله ﷺ هل رأيتن رسول الله ﷺ يصلي ركعتين قبل المغرب فلن لا. (طبراني في مسند الشاميين)

عن ابراهيم النخعي قال ان رسول الله ﷺ واباابكر وعمر لم يكونوا يصلونها . (كتاب الآثار محمد مرسلا) قال ابن حجر في التهذيب مرسلات ابراهيم النخعي حجة.

(۲). عن منصور عن ابيه ما صلى ابو بكرؓ و عمرؓ وعثمانؓ الركعتين قبل المغرب (مسند عبدالرزاق ، كنز العمال) قال ابن حجر و روى عن الخلفاء الاربعة و جماعة من الصحابة انهم كانوا لا يصلونهما وهو قول المالك والشافعي . (فتح الباري ص ۹۰ ج ۲)

دیکھئے یہاں بھی قول رسول ﷺ اور خلفائے راشدین کی مخالفت ہی کررہے ہیں۔

غیر مقلد مولوی صاحبان۔

آپ نے بہت باتیں کیں ایک بات ہمیں سمجھادیں اور انصاف سے سمجھائیں کہ آپ اوگ رکوع سے پہلے تکبیر کہہ کر رکوع میں جاتے ہیں آپ ہمیشہ اسی طرح نماز پڑھتے ہیں جبکہ رسول اکرم ﷺ تکبیر کے ساتھ ہمیشہ رفع یدین بھی کیا کرتے تھے۔ ہم حضرت ﷺ والی پوری نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہر اونچ نیچ کے وقت تکبیر ثابت ہے، رکوع ثابت ہے، اسی طرح رفع یدین بھی ثابت ہے۔ آپ اس میں کوئی فرق بتاسکتے ہیں؟۔

حاضرین۔

مولوی صاحب یہ فرق ضرور سمجھائیں کل یہ دونوں مولوی صاحبان نسائی شریف سے ہمیں رفع یدین کی حدیث ہی نکال کر دکھاتے رہے ہیں کہ دیکھو یہاں تکبیر کا ذکر ہے، وہ تم ہمیشہ کرتے ہو، رکوع کا ذکر ہے وہ تم ہمیشہ کرتے ہو، اس میں رفع یدین کا ذکر ہے وہ تم ہمیشہ کیوں نہیں کرتے، یا وجہ فرق بتاؤ یا رفع یدین بھی تکبیر اور رکوع تک ہمیشہ کرو۔ یہ ان کی دلیل بہت وزنی ہے۔اور بہت قابل غور ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

یہ بات تو واقعتاً قابل غور ہے، ذرا وہ حدیث مولوی صاحب مجھے بھی نکال کر دکھائیں اب سب کے سامنے اس پر غور کرتے ہیں۔دین کی بات میں ضد نہیں کرنی چاہئے۔

(غیر مقلد مولوی صاحبان نے فوراً نسائی شریف ص ۱۵۸ ج ۱ سے حدیث نکال کر دکھائی اور بہت زور دیا کہ وجہ فرق بتائیں اسی پر فیصلہ ہوگا)۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

محترم حاضرین معلوم ہوتا ہے کہ ان مولوی صاحبان نے نسائی شریف پوری نہیں پڑھی ورنہ یہ سوال نہ کرتے۔اب پہلا فرق سنیں، ہم جو یہ تکبیرات ہمیشہ کہتے ہیں وہ اس لئے کہ نسائی

ص ۱۷۳ ج ۱ پر ہے ان تکبیرات کے ساتھ یہ الفاظ ہیں حتّٰی فارق الدنیا. یہ الفاظ بخاری ص ۱۱۰ ج ۱ پر بھی ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ تکبیرات آپ ہمیشہ آخر عمر تک کہتے رہے۔
یہی لفظ مولوی صاحبان رفع یدین کے ساتھ دکھا دیں۔ یہ نسائی شریف ہے اور باقی صحاح ستہ بھی ہے ان سے کسی ایک کتاب سے دکھا دیں۔ میں باوضو بیٹھا ہوں ابھی اٹھ کر دو نفل رفع یدین کے ساتھ پڑھوں گا، اور ہمیشہ رفع یدین کرتا رہوں گا، ذرا ہمت کریں۔

حاضرین۔

بہت خوب مولوی صاحبان یہ الفاظ آپ رکوع کی رفع یدین کے ساتھ دکھا دیں، ہم سب ابھی اہل حدیث ہونے کا اعلان کریں گے۔

(کتابیں تقریباً پندرہ منٹ ان کے سامنے رہیں مگر وہ نہ دکھا سکے)۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

اب دوسرا فرق سنیں، اسی نسائی شریف ص ۱۷۲ ج ۱ پر ہے۔

کان رسول اللہ ﷺ یکبر فی کل رفع و وضع وقیام وقعود وابو بکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم.

کہ یہ تکبیرات آنحضرت ﷺ بھی کہتے رہے ان کے بعد ابوبکرؓ بھی پھر عمرؓ بھی پھر عثمانؓ بھی، جس سے ثابت ہوا کہ یہ تکبیرات آپ کے بعد خلفائے راشدین میں بھی جاری رہیں۔ مولوی صاحبان بخاری شریف یا صحاح ستہ میں سے کسی کتاب سے ایسی حدیث دکھا دیں کہ آپ ﷺ بھی رکوع کے وقت رفع یدین کرتے تھے پھر ابو بکر، پھر عمر، پھر عثمان بھی، رضی اللہ عنہم۔ جب کسی خلیفہ راشد سے حضور ﷺ کے بعد ایک دن ایک نماز میں بھی رکوع کے وقت رفع یدین کرنا ثابت نہیں۔ یہ صحاح ستہ موجود ہیں ذرا نکال کر دکھائیں۔

حاضرین۔

مولوی صاحب آپ کا مسئلہ سمجھانے کا انداز اتنا عام فہم ہے کہ ہمیں ذرہ بھر شک نہیں

رہا۔ دل میں جتنے وسوسے ان حضرات نے پیدا کر رکھے تھے وہ آج سب کافور ہو گئے۔ الحمد للہ
دل بالکل مطمئن ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم وعمل میں برکت دیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

آمین۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین سمجھنے اور سمجھانے اور اس پر اخلاص سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

اب تیسرا فرق بھی سن لیں۔ یہ مولوی صاحبان نہ آپ ﷺ کا آخری عمر تک رفعیدین کرنا دکھا سکے ہیں، اور نہ ہی خلفائے راشدین کا۔ اب دیکھئے اسی ص ۱۵۸ ج انسائی شریف سے جہاں سے یہ آپ کو دکھاتے تھے کہ آنحضرت ﷺ پہلی تکبیر کے ساتھ اور رکوع کے وقت رفعیدین کرتے تھے، اس کے متصل یہ حدیث ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے آنحضرت ﷺ کی نماز کا طریقہ عملاً بتایا۔ اس میں اس میں پہلی تکبیر کے وقت رفعیدین کی **ثم لم یعد یا ثم لم یرفع** اس کے بعد کسی جگہ رفعیدین نہیں کی۔

اس سے وضاحت ہوگئی کہ پہلی حدیث میں تکبیر تحریمہ کے ساتھ جس رفعیدین کا ذکر تھا وہ اس حدیث میں ہے، وہ آپ نے نہیں چھوڑی مگر پہلی حدیث میں رکوع کی رفعیدین کا جو ذکر تھا وہ آپ نے بعد میں چھوڑ دی۔ جب رسول پاک ﷺ نے چھوڑ دی تو ہم نے بھی چھوڑ دی۔ یہ مولوی صاحبان جو اس رفعیدین کو رکوع کی طرح بتاتے ہیں کیا یہ دکھا سکتے ہیں کہ آپ ﷺ نے بعد میں رکوع بھی چھوڑ دیا ہو؟۔ یہ صحاح ستہ موجود ہے اس میں سے ترک رکوع کی کوئی حدیث نکالیں ورنہ لوگوں کو دھوکہ دینے سے باز آئیں۔ نمازیوں کے دلوں میں وسوسے نہ ڈالیں۔

حاضرین۔

الحمد للہ ایک تو آج یہ بات دوپہر کے سورج سے زیادہ واضح ہوگئی کہ ہماری اہل سنت والجماعت کی نماز عین سنت کے مطابق ہے۔ دوسرے ہم لوگ یہ سمجھتے تھے کہ یہ لوگ صرف آئمہ اربعہ کو نہیں مانتے، آج پتا چلا کہ یہ تو خلفائے راشدین کو بھی نہیں مانتے۔ بلکہ قرآن وحدیث کو بھی

برائے نام ہی مانتے ہیں۔

مولوی صاحب۔

آپ نے بالکل صحیح سمجھا یہ اجماع امت کا انکار، قیاس شرعی کا انکار، تقلید آئمہ کا انکار، بیس تراویح کا انکار، تیسری طلاق کے بعد بیوی کو گھر میں رکھنا، نمازوں کو ایک وقت میں جمع کر کے پڑھنا، جمعہ کی اذان عثمانی کو بدعت کہنا، زیارت روضہ پاک کے لئے سفر کو ناجائز کہنا یہ سب باتیں انہوں نے شیعہ سے ہی سیکھی ہیں۔

اوران احادیث پر عمل کرنے سے انکار کرنا جن پر خلفائے راشدین نے عمل کیا ہے یہ بھی شیعت کا ہی اثر ہے۔[1]

حاضرین۔

دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو مسلک حق اہل سنت والجماعت حنفی پر قائم رکھیں۔ آمین۔

(۱)۔مناسب معلوم ہوتا ہے کہ غیر مقلدین اور روافض کے درمیان تعلق کی مزید وضاحت کی جائے۔ صاحب التصنیف والتالیف، امام الاتقیاء حضرت اقدس مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی دامت برکاتھم العالیہ نے اہل حدیث یا شیعہ کے عنوان سے رسالہ تحریر فرمایا تھا، جو کہ نایاب ہو چکا ہے۔ بندہ حضرت کی اجازت سے اسے حاشیہ میں نقل کر رہا ہے۔



اہل حدیث یا شیعہ؟

پردہ دری۔

برادران اہل سنت! غیر مقلدین ایک ایسا گروہ ہے جو اپنے آپ کو حدیث کا تنہا وارث قرار دیتا ہے اور اپنے بالمقابل تمام مقلد مسلمانوں کو حدیث کا مخالف اور رائے کا پجاری کہتا ہے۔ بیچارے سادے حنفی مسلمان ان کے اہل حدیث نام سے دھوکہ کھا کر ان کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان کی اصلیت کو واشگاف کیا جائے اور ان لوگوں نے اپنے اوپر منافقت کے جو پردے ڈال رکھے ہیں چاک کر کے ان کا اصلی چہرہ لوگوں کو دکھایا جائے، کہ جسے لوگ بے خبری کی وجہ سے اہل حدیث سمجھتے ہیں وہ حقیقتاً رافضی اور شیعہ کا چہرہ ہے۔

میں نے مضمون میں انہی کے اکابر کی عبارات سے یہ ثابت کیا ہے کہ ہندوستان میں تحریک اہل حدیث درحقیقت رفض وتشیع کے سوا کچھ نہیں۔ یہ دور حاضر میں شیعت کی تجدید کا دوسرا نام ہے۔ نہ ان کو حدیث سے محبت ہے، نہ یہ اہل حدیث ہیں۔ ان کا اہل حدیث کہلوانا ایسا ہی ہے جیسے ایک اور فرقے نے اپنا نام اہل قرآن رکھ لیا ہے۔ وہ قرآن کا نام لے کر حدیث کا انکار کرتے ہیں یہ حدیث کا نام لے کر قرآن پاک اور سنت رسول ﷺ کے منکر ہو جاتے ہیں۔ اس کی مثالیں آپ کو آئندہ صفحات میں بافراط ملیں گی۔

ہندوستان میں تحریک اہل حدیث کا بانی مبانی مولوی عبدالحق بناری ہے، سب سے پہلے

آپ اس کا حدود اربعہ ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی عبدالحق بنارسی اور قاضی شوکانی۔

یہ بنارس کا رہنے والا ایک شخص تھا جس نے ہندوستانی علماء کے علاوہ یمن کے شوالی زیدی شیعہ سے بھی علم حاصل کیا تھا۔ شوکانی کے زیدی شیعہ ہونے کا ثبوت تفسیر فتح القدیر ... مقدمہ میں موجود ہے۔ مقدمہ نگار لکھتا ہے۔

"تفقه علی مذهب الامام زید و برع فیه و الف و افتیٰ حتیٰ صار قدره فیه و طلب الحدیث و فاق فیه اهل زمانه حتی خلع ربقته التقلید و تحلی بمنصب الاجتهاد."

(فتح القدیر ص د)

یعنی اس نے مذہب امام زید کے مطابق فقہ حاصل کی، حتیٰ کہ اس میں پورا ماہر ہو گیا۔ ... تالیفات کیں اور فتوے دیے حتیٰ کہ اس میں ایک نمونہ بن گیا یا مقتدا ہو گیا، اور علم الحدیث کی طلب میں لگا تو اپنے اہل زمان سے فوقیت لے گیا، یہاں تک کہ اس نے اپنے گلے سے تقلید کی رسی اتار ڈالا اور منصب اجتہاد کا مدعی ہو گیا۔

یہ تو شوکانی کے زیدی شیعہ ہونے کی صراحت ہے، رہا مولوی عبدالحق کا اس کے شاگرد ہونے کا مسئلہ وہ بھی وہیں سے حل ہو جاتا ہے، مقدمہ نگار چند سطر پہلے "بعض تلامیذه الذین اخذوا عنه العلم" کے عنوان کے تحت لکھتا ہے،

" اخذ عنه العلم ——————— الشیخ عبدالحق بن فضل الهندی" (مقدمه فتح القدیر مصری ص ۵)

یعنی آپ سے علم حاصل کرنے والوں میں علامہ شیخ عبدالحق بن فضل ہندی بھی ہے۔ یہی عبدالحق بنارسی ہے۔ عبدالحق کے شیعہ اور غیر مقلد ہونے کے متعلق مولانا عبدالخالق کی تحریر ملاحظہ

فرماتے ہیں، جو غیر مقلدوں کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی کے استاد اور خسر ہیں۔ آپ اپنی کتاب تنبیہ الضالین ص ۳ پر لکھتے ہیں،

''سو بانی مبانی اس فرقہ نو احداث کا عبدالحق ہے، جو چند روز سے بنارس میں رہتا ہے اور حضرت امیر المؤمنین (سید احمد شہیدؒ) نے ایسی ہی حرکات ناشائستہ کے باعث اپنی جماعت سے ان کو نکال دیا تھا اور علمائے حرمین نے اس کے قتل کا فتویٰ لکھا تھا، مگر یہ کسی طرح بھاگ کر وہاں سے بچ نکلا''۔

ایسے ہی انہوں نے ایک اور مقام پر بھی یہ لکھا ہے کہ عبدالحق بنارسی جو فرقہ غیر مقلدین کا بانی ہے اپنی عمر کے درمیانی حصے میں رافضی (شیعہ) ہو گیا تھا۔

عبدالحق کے شیعہ ہونے کا دوسرا ثبوت۔

مشہور غیر مقلد مصنف نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں،

''در اوسط عمر بعض در عقائد ایشاں و میل بسوئے تشیع و جز آں معروف است''۔

(سلسۃ العسجد)

یعنی کہ عبدالحق بنارسی کی عمر کے درمیانی حصے میں اس کے عقائد میں تنازل اور اہل تشیع کی طرف اس کا رجحان بڑا مشہور ہے۔

عبدالحق بنارسی کا علی الاعلان شیعہ ہونا۔

قاری عبدالرحمٰنؒ صاحب محدث پانی پتی لکھتے ہیں،

''بعد تھوڑے عرصے کے مولوی عبدالحق صاحب، مولوی گلشن علی کے پاس گئے، دیوان راجہ بنارس کے شیعہ مذہب تھے اور یہ کہا کہ میں شیعہ ہوں اور اب میں ظاہر شیعہ ہوں، اور میں نے عمل بالحدیث کے پردے میں ہزار ہا اہل سنت کو قید مذہب سے نکال دیا ہے اب ان کا شیعہ ہونا بہت آسان ہے۔ چنانچہ مولوی گلشن علی نے تیس روپیہ ماہوار ان کی نوکری کروا دی۔''

(کشف الحجاب ص ۲۱)

ناظرین باتمکین کو اب تو غیر مقلدین کے مخفی شیعہ ہونے میں تأمل نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اس جماعت کے بانی مولوی عبدالحق کا علی الاعلان شیعہ ہونا ثابت ہوگیا ہے۔ جس جماعت کا بانی نوکری کے لئے شیعہ ہوگیا ہو وہ جماعت کیسے اہل سنت ہوسکتی ہے؟ دراصل ان کا اپنے آپ کو اہل حدیث کہنا از روئے تقیہ ہے، جو روافض کا مشہور عقیدہ ہے۔

بنارس کے ٹھگ

قارئین۔ آپ کو معلوم ہے کہ بنارس کے ٹھگ بہت مشہور ہیں یہ مولوی عبدالحق اور اس کی پارٹی بھی ٹھگوں کا ایک گروہ ہے، جس نے مسلمانان احناف کے جان و مال کو، ان کے دین و ایمان کو بنام حدیث ٹھگ لیا ہے۔ ٹھگی کرنے کے لئے کوئی بہت خوبصورت اور دل کش سوانگ رچانا پڑتا ہے تاکہ شکار مشتبہ نہ ہو اور آرام سے اس کے جال میں پھنس جائے۔ جیسے مولانا ظفر علی خانؒ نے مرزائیوں کے متعلق کہا تھا،

مسیلمہ کے جانشین گرہ کٹوں سے کم نہیں

جیب کترے لے گئے پیمبری کی آڑ میں

اسی طرح مولوی عبدالحق اور اس کے جانشینوں نے حدیث کی آڑ میں بہت سے احناف کی جیب صاف کر لی اور انہیں اسلاف کرام سے ورثہ میں ملے ہوئے پیٹنٹ (Patent) اسلام اور ایمان سے محروم کر دیا، اور اپنا خود ساختہ (Self made) دین اور مذہب اور اجماع امت کے برخلاف موقف و مسلک کا قائل کرلیا۔ فوا اسفاہ. جو بدنصیب لوگ ان کے چکمے میں آگئے وہ ہر وقت حدیث حدیث کا لفظ سن کر پختہ ہو جائیں گے، مگر انہیں علم نہیں ہوگا کہ یہ ہمیں حدیث کی آڑ میں سنت سے دور کر رہے ہیں، اور اہل حدیث کی رٹ لگا کر یہ ہمیں اہل سنت سے نکال رہے ہیں۔

حدیث و سنت۔

حالانکہ حدیث تو ہر طرح کی ہوتی ہے، موضوع بھی، مرجوح بھی، منسوخ بھی، معلول بھی، متروک بھی اور محتمل بھی۔ پتا نہیں جس حدیث کی طرف وہ آپ کو بلا رہے ہیں، وہ کس درجے اور کس زمرے کی حدیث ہے۔ مگر سنت ان تمام احتمالات سے پاک صرف سنت ہوتی ہے، جس میں ایسی کوئی علت نہیں ہوتی اور وہ بہر حال قابل عمل اور معیار حق ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ آخر تک رسول اللہ ﷺ کی معمول رہی ہوتی ہے، صحابہ کرامؓ اور خلفائے راشدینؓ کا عمل بھی اس کے مطابق ہوتا ہے۔ اس لئے حدیث کے بالمقابل سنت کا راستہ احوط، محفوظ، اور زیادہ قابل عمل ہے۔ ہم حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی سب اہل سنت ہیں اور یہ لوگ اپنے آپ کو اہل حدیث کہلوا کر خوش ہوتے ہیں۔ اس لئے مقابلہ حدیث اور اقوال آئمہ کا نہیں، جسے غیر مقلد مشہور کرتے ہیں، بلکہ مقابلہ حدیث اور سنت کا ہے۔ ان کے پاس برائے نام حدیث ہے اور ہمارے پاس سنت رسول ہے۔ پھر ہر سنت حدیث ہوتی ہے مگر ہر حدیث سنت نہیں، اس لئے راستہ اہل سنت ہی کا واحد قابل نجات راستہ ہے، کیونکہ اس پر صحابہ کرامؓ، تابعین عظام، آئمہ مجتہدین اور فقہاء و محدثین نے ہر دور میں چل کر دکھایا ہے اور اس پر چلنے والے ان بزرگان امت اور اسلاف کے پیچھے پیچھے منزل مقصود تک پہنچے ہیں اور پہنچ رہے ہیں۔

سنت کا معنی۔

سنت کا معنی ہی یہ ہے کہ

الطريقة المسلوكة فی الدين.

یعنی دین میں جس راستے پر امت کی اکثریت چلتی ہو وہ سنت ہے۔

اور اب اس تقابل اور وضاحت کے بعد عیاں ہو جانا چاہئے کہ سلامتی کی راہ سنت کی راہ ہے، جس کو ساری یا اکثر امت کی حمایت حاصل ہے اور حدیث کی راہ شاذ اور منفرد افراد کی راہ

ہے، جس میں سلامتی کی کوئی امید نہیں۔ کسی بھی حدیث کو دیکھ یا سن کر اس کو اپنا معمول نہیں بنالینا چاہئے جب تک معلوم نہ ہو جائے کہ امت نے اس کو تلقی بالقبول بخشی ہے یا نہیں، کیونکہ اگر آئمہ متبوعین نے اس کو معمول نہیں بنایا تو یقیناً اس میں کوئی مخفی علت ہوگی جس کی وجہ سے عمل نہیں ہے، ورنہ یہ نہیں ہوسکتا تھا کہ اکابر و اسلاف جو حدیث و سنت کے شیدائی تھے، اس کو بلا وجہ ترک کر دیتے، جیسے مغرب سے پہلے کی دو رکعت، ان کو حضورﷺ نے نہیں پڑھا، خلفائے راشدین نے نہیں پڑھا، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے زمانہ رسولﷺ میں کسی کو عامل نہیں پایا تو یہ حدیث تو بے شک ہے لیکن قابل عمل سنت نہیں۔

مولوی عبدالحق کے متعصب غیر مقلد اور گستاخ ہونے کی دلیل۔

مولانا سید عبدالحی لکھنویؒ اپنی مایہ ناز تصنیف الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند کے ص ۱۰۴ پر لکھتے ہیں،

منهم من سلک مسلک الا فراط جدا و بالغ فی حرمة التقليد و جاوز عن الحدود و بدع المقلدين وادخلهم فی اهل الاهواء ووقع فی اعراض الائمة لا سيما الامام ابی حنيفةؒ و هذا مسلک الشيخ عبدالحق بن فضل الله بنارسی.

یعنی ان میں سے بعض وہ لوگ ہیں جو حد سے بڑھ گئے ہیں اور تقلید کی حرمت میں بے حد مبالغے سے کام لے کر حدود کو پھلانگ گئے، مقلدین کو بدعتی قرار دیا اور ان کو اہل اھواء میں داخل کر دیا۔ آئمہ کرام بالخصوص امام ابوحنیفہؒ کی توہین وتنقیص میں اس نے کوئی کسر نہیں چھوڑی اور یہ

مسلک ہے عبدالحق بن فضل اللہ بناری کا۔

مولوی عبدالحق کے نیم شیعہ اور تبرائی ہونے کی ایک اور دلیل۔

مولوی عبدالحق کے دوست اور ہم سبق مشہور محدث قاری عبدالرحمٰنؒ صاحب پانی پتی، اپنی کتاب کشف الحجاب ص ۲۱ پر لکھتے ہیں،

''اس نے میرے سامنے یہ بات کہی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا علی ؓ سے لڑی، اگر توبہ نہیں کی تو مرتد مری۔'' (نعوذ باللہ من ذالک الکواس)

کہتے ہیں کہ دوسری مجلس میں اس نے یہ بھی کہا کہ صحابہ کرام کا علم ہم سے کم تھا ان کو پانچ، پانچ حدیثیں یاد تھیں اور ہمیں ان کی سب حدیثیں یاد ہیں۔ (استغفر اللہ العظیم)

کیا کوئی سنی مسلمان صحابہ کرام اور اپنی روحانی ماں اور زوجہ رسول ﷺ کے متعلق یہ گستاخانہ الفاظ استعمال کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ تھا کچھ حدود اربعہ اور تعارف مولوی عبدالحق بناری بانی جماعت اہل حدیث (غیر مقلدین) کا۔

غیر مقلد عالم کی رائے کہ اہل حدیث شیعہ اور روافض کے خلیفہ ووارث ہیں۔

''پس اس زمانے کے جھوٹے اہل حدیث، مبتدعین، مخالفین سلف صالحین جو حقیقت ما جاء بہ الرسول سے جاہل ہیں، وہ صفت میں وارث اور خلیفہ ہیں شیعہ اور روافض کے، یعنی جس طرح شیعہ پہلے زمانوں میں باب اور دہلیز کفر و نفاق کے تھے اور مدخل ملاحدہ وزنادقہ کا ہے اسلام کی طرف، اسی طرح جاہل بدعتی اہل حدیث اس زمانے میں باب اور دہلیز اور مدخل ہیں ملاحدہ اور زنادقہ منافقین کے، بعینہ مثل اہل شیعہ کے۔------مقصود یہ ہے کہ رافضیوں میں ملاحدہ تشیع ظاہر کر کے حضرت علی ؓ اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی غلو سے تعریف کر کے

سلف کو ظالم کہہ کے گالی دیں اور پھر جس قدر الحاد و زندقہ پھیلا دیں کچھ پروا نہیں۔ اسی طرح اا، جاہل کاذب اہل حدیثوں میں ایک رفع یدین کر لے اور تقلید کا رد کرے اور سلف کی ہتک کرے۔ مثل امام ابو حنیفہؒ کے جن کی امامت فی الفقہ اجماع کے ساتھ ثابت ہے، اور پھر جس قدر کفر، اعتقادی اور الحاد و زندقہ ان میں پھیلا دے بڑی خوشی سے قبول کر لیتے ہیں اور ایک ذرہ چیں بجبیں نہیں ہوتے۔ اگرچہ علماء فقہاء اہل سنت ہزار دفعہ ان کو تنبیہ کریں، ہرگز نہیں سنتے۔"

(از کتاب التوحید و السنہ فی رد اهل الالحاد والبدعه ص ۲۶۲ قاضی عبدالاحد خانپوری)

غیر مقلدین کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دهلوی کے استاد مولانا عبدالخالق کا تبصرہ۔

"ان غیر مقلدین کا مذہب اکثر باتوں میں روافض کے مذہب سے ملتا جلتا ہے۔ جب روافض پہلے رفع یدین اور آمین بالجہر اور قرأت خلف الامام کے مسئلے امام شافعیؒ کی دلیلوں سے ثابت اور ترجیح دے کر عوام کو خصوصاً مذہب حنفی والوں کو شبہ میں ڈالتے ہیں، پھر جب یہ بات خوب اپنے مقلدوں میں ذہن نشین کرا چکتے ہیں تب آگے اور مسئلوں میں متشکک اور متردد بناتے ہیں اور مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں"۔

(تنبیہ الغافلین ص۵)

مشهور غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خان کا تبصرہ۔

"تو پھر جو آئمہ علماء آخرت ہیں، جو شخص ان کی غیبت کرتا ہے تو اس کا لعن طعن ان مغتاب پر عود کرتا ہے یہ مذہب رفض کا شیوہ ہے نہ مذہب اہل سنت والجماعت کا"۔

(مآثر صدیقی ج ۴ ص ۲۳)

قصص الاکابر کا اقتباس کہ غیر مقلد چھوٹے رافضی ہیں۔

سید احمد بریلوی شہیدؒ کے قافلہ میں مشہور تھا کہ غیر مقلد چھوٹے رافضی ہوتے ہیں۔

(قصص اکابر ص ۲۶)

یاد رہے کہ مذکور الصدر مولوی عبدالحق بنارسی بانی جماعت غیر مقلدین نے حضرت امیر شہیدؒ کے قافلے میں رفع یدین اور آمین بالجہر کر کے فتنہ کھڑا کیا تھا، جس کی وجہ سے حضرت امیرؒ نے اسے جماعت سے خارج کر دیا تھا، اور یہ بھی یاد رہے کہ رفع یدین اس زمانے میں ہندوستان میں صرف شیعوں کا شعار تھا۔ تو اس کا یہ فعل بھی شیعوں کی موافقت میں تھا۔ باقی رہے شافعی یا حنبلی تو وہ تو یہاں تھے ہی نہیں اور اب تک نہیں ہیں اور اس وقت تو حرمین شریفین میں بھی حنفیوں کی حکومت تھی۔ حنبلی، شافعی اگر کرتے بھی ہوں گے تو ان کا انفرادی فعل ہوگا۔ حرم شریف میں یا سعودی عرب میں اس وقت جماعتی طور پر رفع یدین نہیں ہوتا تھا۔ لہٰذا عبدالحق بنارسی کا اسے اپنانا یا اسے رواج دینا یہ اپنی شیعت کا اظہار تھا۔ اگرچہ نام حدیث کا لیتا تھا مگر کام رافضیوں کا کرتا تھا۔

میاں نذیر حسین کا فتویٰ کہ غیر مقلد چھوٹے رافضی ہیں۔

''جو آئمہ دین کے حق میں بے ادبی کرے وہ چھوٹا رافضی ہے یعنی شیعہ ہے۔''

(تاریخ اہل حدیث ص ۷۳ از مولانا ابراہیم سیالکوٹی)

تو یہ آئمہ کی توہین کرنا بالخصوص امام الائمہ امام ابوحنیفہؒ کو جلی کٹی سنانا اور ان کے مقلد حنفی فقہاء و محدثین پر طعن کرنا اور تمام حنفیوں کو مشرک کہنا یہ آج کل کے غیر مقلدوں کا دن رات کا وظیفہ ہے، اس لئے بفتوائے میاں نذیر حسین یہ لوگ چھوٹے رافضی نہیں تو اور کون ہیں؟

مولانا قاری عبدالرحمنؒ محدث پانی پتی کا تجزیہ۔

"چنانچہ روافض کی ساری علامتیں اس فرقہ میں موجود ہیں جیسے۔

۱۔تراویح کا انکار کرنا اور انہیں بدعت بتانا۔

۲۔ضاد معجمہ کو ظا پڑھنا شعار روافض ایران ہے۔

۳۔ جب ان کا مذہب پوچھئے تو محمدی بتلائیں گے یہی قول روافض کا ہے کہ مذہب اور دین کو ایک جانتے ہیں۔

۴۔اہل سنت کو حنفی، شافعی ہونے کی وجہ سے مشرک کافر جاننا یہ عین قول روافض کا ہے۔

۵۔سنن ماثورہ کو چھوڑ دینا یہ عین عمل شیعہ کا ہے۔

۶۔مخالف اہل سنت کو مذاہب اربعہ سے دلیل در حقیقت جاننا عین عقیدہ شیعہ کا ہے۔

۷۔جمع بین الصلوٰتین عین مذہب روافض کا ہے۔

۸۔ایک حدیث جہر آمین کی لے کر قرآن کو رد کرنا یہ عین قول شیعہ کا ہے۔

۹۔ بموجب قول الحرج مدنوع عورت غیبت شوہر میں جب دیر ہو جائے جب چاہے نکاح کر لے، یہ بدلہ متعہ کا ان لوگوں نے قرار دیا ہے۔اور مولوی عبدالحق بنارسی کا فتویٰ جواز متعہ کا میرے پاس موجود ہے۔"

(کشف الحجاب ص۲۱-۲۲)

میاں نذیر حسین کا امام ابو حنیفہؒ کو بدنام کرنے کے لئے شیعوں سے مدد لینا۔

مولانا قاری عبدالرحمٰنؒ محدث پانی پتی لکھتے ہیں،

"نذیر حسین صاحب نے سید محمد مجتہد شیعہ سے مطاعن ابوحنیفہؒ کے طلب کئے اور ہمت آپ کی بالکل طرف مطاعن آئمہ فقہاء اور تجہیلات صحابہ کے مصروف ہے۔"

(حاشیہ کشف الحجاب ص ۹)

ہر انسان اپنے مخالفین کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے ہم مسلک لوگوں کی حمایت حاصل کرتا ہے، تو میاں نذیر حسین جو شیعوں سے امداد لے کر ابوحنیفہؒ کی مخالفت کو مدلل کرتا ہے تو لازماً یہ ان کا ہم مسلک ہے۔ بس اس کے شیعہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

قاضی شوکانی زیدی شیعہ تھا اور اس کی پارٹی نیم شیعہ۔

محدث پانی پتیؒ لکھتے ہیں ''اور اقوال شوکانی قاضی زیدیہ کے نقل کرتے ہیں۔''

(کشف الحجاب ص ۱۱)

اور زیدی شیعوں کو فقہ عالمگیری میں کافر لکھا ہے، دیکھئے۔

و یجب اکفار الزیدیة کلهم فی قولهم بانتظار نبی من العجم ینسخ دین نبینا سیدنا محمد ﷺ.

(فتاویٰ عالمگیری ص ۲۸۳ ج ۲)

یعنی تمام زیدی شیعوں کو کافر قرار دینا واجب ہے ان کے اس قول کی وجہ سے کہ عجم میں سے ایک نبی اٹھے گا جو ہمارے نبی سیدنا حضرت محمد ﷺ کے دین کو منسوخ کر دے گا۔

جماعت غیر مقلدین کا بانی زیدی شیعہ کا شاگرد تھا اور خود بھی شیعہ ہو گیا تھا جس کی تفصیل آپ پہلے پڑھ چکے ہیں۔ اور زیدی شیعہ کو کافر کہنا واجب ہے۔ لہذا جماعت غیر مقلدین کو اہل حق میں سے کیسے کہا جا سکتا ہے؟ نہ ہی ان کو اہل سنت سمجھا جا سکتا ہے، کیونکہ یہ خود اہل سنت کہلوانا پسند نہیں کرتے، ورنہ یہ اپنا نام اہل حدیث نہ رکھتے۔ اس لئے ان کو نرم سے نرم الفاظ میں شیعہ یا چھوٹے رافضی کہہ سکتے ہیں، ورنہ بقول قاری عبدالرحمٰنؒ محدث ان کا کفر شیعوں سے کہیں بڑھا ہوا ہے۔

قاری عبدالرحمنؒ صاحب کے الفاظ یہ ہیں۔

''ان موحدوں کے اسلام میں کلام ہے، بطور تنزل کے ان کو شیعہ کہنا چاہئے کہ جمیع کیود شیعوں کے یہ استعمال کرتے ہیں، والا شیعہ ان سے ہزار درجہ بہتر ہیں، وہ پابند ایک طریقہ کے ہیں اور یہ لوگ تابع اپنے نفس کے ہیں۔''

(کشف الحجاب ص ۲۵)

غیر مقلدین باتفاق علماء دهلی اهل سنت سے خارج اور اهل بدعت میں داخل هیں۔

تیرھویں رمضان ۱۲۹۸ھ اجماع و اتفاق علماء دہلی کا بعد تفتیش عقائد اس فرقہ لا مذہب کے اس بات پر ہوا کہ یہ فرقہ مانند اور اہل اہوا کے خارج مذہب اہل سنت سے ہے مانند اور اہل اہوا کے ان سے معاملہ رکھنا چاہئے۔ (کشف الحجاب ص ۲۶)

منکر حقیت مذاهب اربعه جهنمی هے، اس کی کوئی عبادت قبول نهیں۔

''کسیکہ مذاہب اربعہ را مرجوح داند و بزعم خود حدیثے را صحیح دانستہ برخلاف مذاہب اربعہ در عمل آرد او مبتدع است و فی النار واز اہل حدیث ھم نیست وصوفیان باصفا نیز ازاں گمراہ بیزار اند و کسیکہ حقیقت مذاہب اربعہ را انکار کند و خلاف محمدیت پنداشتہ حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی شدن بدعت سیئہ داند و از گفتن آں نفرت نماید او از اہل آں بدعت است کہ نماز و روزہ و جہاد و غزوہ و حج صاحب آں مقبول نمی شود و بدین عقیدت او راز اہل اسلام خارج مے کند.......... واز چنیں کس محبت کردن واز بدعت او در گزشتن حرام شدید است۔''

(تنبیہ الضالین ص ۷۰۔ مولانا عبدالخالق صاحب)

یعنی جو شخص مذاہب اربعہ کو مرجوح جانے اور مذاہب اربعہ کے برخلاف کسی حدیث کو

بزعم خود صحیح سمجھتے ہوئے اس پر عمل کرے وہ بدعتی اور جہنمی ہے وہ اہل حدیث میں سے بھی نہیں ہے اور صوفیان باصفا بھی اس گمراہ سے بیزار ہیں۔ اور جو شخص مذاہب اربعہ کی حقانیت کا انکار کرے اور اسے خلاف محمدیت سمجھتے ہوئے حنفی، شافعی، مالکی یا حنبلی ہونے کو بدعت سیئہ گردانے اور اس نسبت سے نفرت کرے وہ ان اہل بدعت میں سے ہے جن کی نماز، روزہ، جہاد وغزوہ اور حج وغیرہ، کوئی عبادت قبول نہیں۔ اور اس عقیدے کی وجہ سے اسے اہل اسلام سے خارج سمجھنا چاہئے۔ اس سے کچھ آگے یہ عبارت بھی ہے کہ ایسے شخص سے محبت کرنا اور اس کی بدعت کو نظر انداز کرنا سخت حرام ہے۔

دجال و کذاب غیر مقلدوں سے بچ کر رہنے اور ان کے ساتھ دشمنی رکھنے کے متعلق فرمان رسول ﷺ

عن ابن عمر قال واللہ لقد سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لیکونن بین یدی الساعة الدجال و بین یدی الدجال کذابون ثلثون او اکثر قلنا ما آیاتھم قال ان یاتوا کم بسنة لم تکونوا علیھا لغیروا بھا ملتکم و دینکم فاذا رایتموا ھم فاجتنبوا ھم و عادوا ھم۔

(رواہ الطبرانی۔ نظام اسلام ص ۱۲۸)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ واللہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ضرور بضرور قیامت سے پہلے دجال آئے گا، اور دجال سے پہلے تیس یا اس سے زائد کذاب آئیں گے، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان کی نشانی کیا ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ تمہارے پاس ایسا طریقہ لے کر آئیں گے جو تمہارے ہاں معمول بہ نہیں ہوگا، تاکہ اس کے

ذریعے تمہاری ملت اور تمہارے دین کو بدل دیں۔ پس تم ان سے بچ کر رہو اور ان سے پوری دشمنی کرو۔

دیکھئے حضرات غیر مقلد جس رفع یدین، آمین بالجہر، اور فاتحہ خلف الامام پر حنفیوں سے عمل کرانا چاہتے ہیں یہ ہمارے ہاں متعارف اور معمول نہیں اور بزبان رسول ﷺ جو لوگ غیر متعارف احادیث اور غیر معمول سنتوں کو پیش کر کے ان پر عمل کے طالب ہوں ان کو دجال، کذاب سمجھو ان سے بچ کر رہو اور ان سے دشمنی اختیار کرو۔

غیر مقلد جدید رافضی ہیں۔

قاری عبدالرحمنؒ صاحب محدث فرماتے ہیں۔

''یہی تقریر ان روافض جدید کی ہے اس قدر فرق ہے کہ روافق قدیم، اہل بیت کے پردے میں اہل سنت کو بہکاتے ہیں، اور یہ عمل بالحدیث کے پردے میں اہل سنت کو گمراہ کرتے ہیں۔ حاصل دونوں کا کلمة حق قصد بها الباطل ہے، جیسے خارجی عمل بالقرآن کو بیچ میں لا کر حضرت علی ؓ کو دھوکہ دیا کرتے تھے۔

(کشف الحجاب ص ۱۲)

غیر مقلد اصولی طور پر اہل سنت سے خارج اور شیعہ ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم لوگ اہل سنت کو چاہئے کہ ان سے (غیر مقلدوں سے) ایسا معاملہ رکھیں جیسا شیعوں سے، دینیات میں ان سے بالکل شرکت و گفتگو قطع کر دیں جیسا بطور ردو قدح ضرورت کے وقت شیعوں کو جواب دیتے ہیں ایسا ہی ان کو بھی جواب دیں والا کچھ غرض نہ رکھیں۔ ہمارا ان کا اصول بھی جدا ہے۔''

(کشف الحجاب ص ۱۳)

غیر مقلد اپنے آپ کو اہل سنت تقیہ سے کہتے ہیں۔

محدث پانی پتیؒ لکھتے ہیں،

''دیکھو یہ سب باتیں اس کید کی سید نذیر حسین او حفیظ اللہ خان صاحب و مولوی عبدالحق بنارسی پر برابر صادق ہیں، پہلے خدمت مولانا شاہ اسحٰق کی میں معتقدانہ حاضر ہوتے تھے اور اپنے تئیں پکا اہل سنت ظاہر کرتے تھے اور جب کوئی ابوحنیفہؒ پر طعن کرتا، قرآن و حدیث سے جواب دینے کا دعویٰ کرتے اور غصے کے مارے منہ میں کف آجاتا تھا تا کہ آدمی ہم کو اہل سنت حنفی مذہب متقی شاگرد میاں صاحب کا خیال کریں اور معتقد ہو جاویں۔ جب یہ اعتقاد آدمیوں کے ذہن میں جما دیا، بعد ہجرت جناب مغفورؒ کے اور اہل دہلی کے خالی ہونے کے علم سے بتدریج اپنا مذہب رواج دینا شروع کیا، پر تقیہ نہ چھوڑا اور آہستہ آہستہ عوام کو رفض کی سڑک پر ڈال دیا اور قرآن و حدیث سے عوام کا دل پھیر دیا عمل بالحدیث کے پردے میں صدہا آیات و احادیث کو رد کر دیا۔ نعوذ باللہ من ھذا۔''

(کشف الحجاب ص ۱۱)

دعویٰ اہل حدیث کا مطلب برہمی دین محمدی ہے۔

''ایسا ہی یہ لوگ عمل بالحدیث کا دعویٰ کرتے ہیں اور مقصود ان کا برہمی دین محمدی ہے اور ترویج مذہب باطل شیعہ، جبریہ، قدریہ وغیرہ کی ہے۔ ناحق علماء اہل سنت کا نام لے کر خلق کو بہکاتے ہیں۔''

(کشف الحجاب ۲۳)

مولانا شاہ اسحقؒ صاحب کا فتویٰ۔

محدث پانی پتیؒ لکھتے ہیں،

''جناب مولانا اسحٰق صاحب وعظ میں لا مذہبوں (یعنی غیر مقلدوں) کو ضال و مضل

فرماتے تھے۔ یعنی خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والے۔"

(حاشیہ کشف الحجاب ص ۱۰)

علماء احناف کی خدمت میں۔

حنفی بزرگوں کو مولانا شاہ محمد اسحق صاحب کے اس فتوے سے سبق حاصل کرتے ہوئے غیر مقلدین کے متعلق اپنی مداہنت اور رواداری پر نظر ثانی کرنی چاہئے، کیونکہ ہم نے ان سے رواداری کر کے بہت نقصان اٹھایا ہے، حنفی بزرگ تو یہ سمجھتے رہے کہ ہمارا غیر مقلدوں سے صرف رفع یدین اور آمین بالجہر کا اختلاف ہے جو چنداں مضر نہیں، اور اس میں حق اور باطل والی کوئی بات نہیں، مگر یہ لوگ ہمارے عوام کو اغوا کرتے رہے اور حدیث حدیث کے واسطے دے کر انہیں حنفیت سے برگشتہ کر کے غیر مقلد بناتے رہے، میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ اگر ہمارے بزرگ مداہنت سے کام نہ لیتے اور ان لوگوں پر وہی فتوے لگاتے جو علماء دہلی نے لگایا تھا، انہیں ضال مضل کہتے جیسے شاہ محمد اسحق صاحبؒ نے کہا، انہیں برملا شیعہ کہتے جیسے قاری عبدالرحمانؒ محدث کہہ رہے ہیں، تو یہ فتنہ اپنے گھوڑے سے باہر قدم نہ رکھتا بلکہ یہ اپنی موت آپ مر جاتا۔

اصحاب صحاح اور دیگر محدثین سب مقلد تھے۔

غیر مقلد یہ کہہ کر عوام کو دھوکا دیتے ہیں کہ ہم محدثین کے مذہب پر ہیں، گویا محدث بھی ان کی طرح غیر مقلد تھے، حاشا وکلا ایسا ہرگز نہیں۔ دیکھئے محدث پانی پتیؒ لکھتے ہیں،

"بخاریؒ مجتہد صاحب مذہب تھے، باقی مسلمؒ، ترمذیؒ، ابن ابی شیبہؒ، اور ابو داؤدؒ وغیرہ مذہب شافعی یا حنفی رکھتے تھے، ان کو مذہب اختیار کرنے سے عیب نہ لگے تم کو عیب لگ جائے۔ صحابہؓ مذہب علوی وعثمانی موافق تصریح بخاری کے رکھیں، ان کو مذہب سے عیب نہ لگے تم کو عیب لگے، غرض تم محدثین کے اور فقہاء کے اور صحابہ کے سب کے مخالف ہو اور نام عمل بالحدیث کا لیتے ہو۔"

(کشف الحجاب ص ۲۳)

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد نے بھی اپنی تصنیف الحطہ فی ذکر صحاح ستہ میں تمام اصحاب صحاح کو مقلد مانا ہے، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی الانصاف میں ایسے ہی لکھا ہے، اور خود طبقات شافعیہ میں انہیں شافعی قرار دیا گیا ہے۔ لہذا غیر مقلدین کا کہنا کہ ہم محدثین کے مذہب پر ہیں محض دھوکہ اور فراڈ ہے۔

اجماع امت اور قیاس کی حجیت کے غیر مقلد اور شیعہ دونوں منکر ہیں۔

قارئین کو معلوم ہونا چاہئے کہ اصول شریعت اسلام باتفاق علماء امت چار ہیں۔

نمبر۱۔ کتاب اللہ نمبر۲۔ سنت رسول اللہ ﷺ۔

نمبر۳۔ اجماع امت۔ نمبر۴۔ قیاس شرعی۔

انہیں چاروں پر اصول وفروع کا مدار ہے، تمام اہل سنت خواہ حنفی ہوں یا شافعی، مالکی ہوں یا حنبلی، ان چاروں کی حجیت کو تسلیم کرتے ہیں، اور جو ان چاروں کو حجت نہ مانے اس کو مسلمان تسلیم نہیں کرتے۔ لیکن غیر مقلد ٹولہ ان میں سے پہلے دو کے ماننے کا تو دعویٰ کرتا ہے مگر دوسرے دونوں کا انکار کرتا ہے، یہ اجماع امت اور قیاس شرعی کو نہیں مانتے محض اس وجہ سے ان کا آدھا اسلام تو رخصت ہوا۔ باقی آدھا جس کا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر مدار ہے اس کو اپنی مرضی سے مانتے ہیں یعنی آیت کی تفسیر اور حدیث کی تشریح میں یہ علماء سلف کے پابند نہیں۔ ان کے ہاں اس کے وہ معنیٰ ومفہوم معتبر ہے جو ان کی اپنی سمجھ میں آجائے۔ خواہ وہ اجماع امت کے خلاف ہو، فقہاء ومحدثین کے خلاف ہو ان کو اس کی کوئی پروا نہیں۔ لہذا کتاب وسنت کو ماننا بھی ان کا برائے نام ہے، یہ بھی کوئی ماننا ہے جو تفسیر بالرائے کے زمرے میں آتا ہو۔ ساری امت کہتی کہ آیت واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون نماز کے متعلق نازل

ہوئی ہے، مگر یہ بضد ہیں کہ یہ خطبے کے متعلق ہے۔

ساری امت متفق ہے کہ ایک مجلس کی دی ہوئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور بیوی اس سے مغلظ ہو جاتی ہے، اس کے بعد فلا تحل له من بعده حتیٰ تنکح زوجا غیره کا حکم اس پر لازم آتا ہے، مگر یہ کہتے ہیں کہ ایک مجلس کی دی ہوئی طلاقیں خواہ سو ہوں، وہ ایک ہی ہوتی ہے اس سے بیوی مغلظہ نہیں ہوتی بلکہ خاوند کو رجوع کا حق باقی رہتا ہے۔ اور خدا ناترس لوگ ایسے کیس میں بیوی کو واپس کرا دیتے ہیں۔ وہ ساری عمر زنا کراتی اور ولد الزنا جنم دیتی ہے۔ جس کا وبال اس پر کم اور ان غلط کار مفتریوں پر زیادہ ہوتا ہے، جنہوں نے اپنے غلط فتوے کی آڑ میں اس کو زنا کا موقع فراہم کیا ہے۔ تو یہ قرآن وحدیث کو مانتا نہیں، اس کو اپنی خواہشات کے مطابق ڈھالنا ہے۔ جس کو اسلام نہیں کہہ سکتے، بلکہ یہ تو اسلام کے ساتھ مذاق ہے۔

اب اجماع و قیاس کو نہ ماننے کا شیعہ و غیر مقلد توافق ملاحظہ فرمائیں۔

خلفائے ثلاثہ حضرات ابوبکر ﷺ، عمر ﷺ، عثمان ﷺ کی خلافتیں امت سے ثابت ہیں، مگر شیعہ ان کو نہیں مانتے تو وہ اجماع امت کے منکر ہوئے۔

حضرت عمر ﷺ نے جب بیس تراویح رائج کیں، مجلس واحد میں تین طلاقوں کو تین قرار دیا اور نکاح متعہ کی حرمت کا اعلان کیا تو کسی صحابی نے اس سے اختلاف نہیں کیا، یہ تینوں مسئلے صحابہ کے اجماع سے ثابت ہوئے، پھر ان تینوں مسئلوں کو نہ شیعوں نے مانا اور نہ ہی غیر مقلدین نے، تو اس طرح یہ دونوں فریق اجماع امت کے منکر ہوئے۔ اور اجماع امت تیسرا اصول اسلام ہے تو اس کے انکار کی وجہ سے ہم شیعوں کو تو کافر کہتے ہیں، مگر ابھی غیر مقلدوں کو نہیں، کیونکہ ان کا انکار ابھی کھل کر علماء کے سامنے نہیں آیا، اور نہ ہی یہ عوام کے علم میں ہے، اس لئے فی الحال ان کے کفر کا فتویٰ نہ دینا، ایک احتیاط ہے۔ لیکن اگر ان کی منہ زوری اور بے لگامی کا یہی حال رہا اور یہ اکابر

اسلاف کرام کی گستاخی بے ادبی تحقیر میں بڑھتے ہی گئے اور اسلام کے مسلمہ اصولوں سے انحراف پر پختہ ہوتے چلے گئے تو پھر وہ وقت بھی آجائے گا کہ یہ اسی مقام پر کھڑے ہوں گے جس مقام پر حضرت مولانا حق نواز شہیدؒ کی کوششوں سے آج شیعہ کھڑے ہیں، قدرت ان کے لئے بھی کسی حق نواز کو کھڑا کردے گی۔

قیاس شرعی کے انکار میں غیر مقلد اور شیعہ دونوں متفق ہیں۔

علامہ ابن تیمیہؒ اپنی بے نظیر کتاب منہاج السنۃ میں روافض کا درج ذیل اعتراض نقل کرتے ہیں، جس کو غیر مقلدین بڑے فخر سے اچھالتے ہیں کہ

"قال الرافضی و ذهب الجميع منهم الى القول بالقياس والاخذ بالرای فادخلوا فی دين الله ما ليس منه و حرفوا احكام الشريعة و اتخذوا مذاهب اربعة لم تكن فی ذمن النبی ﷺ. ...... قالوا ان اول من قاس ابليس.

(منہاج السنۃ ص ۸۹ ج ۱)

یعنی رافضی کہتا ہے کہ سارے اہل سنت والجماعت قیاس اور عمل بالرائے کے قائل ہیں اور اس کے عامل ہیں، انہوں نے خداتعالیٰ کے دین میں ایسی چیز داخل کردی ہے جو اس میں سے نہیں ہے۔ اور انہوں نے احکام شریعت کو بدل دیا ہے اور چار مذاہب بنا رکھے ہیں، جو نہ حضور ﷺ کے زمانہ میں تھے اور نہ صحابہ کرام کے دور میں۔ حالانکہ صحابہ کرام نے ترک قیاس کی تاکید کی ہے اور یہ کہا ہے کہ جس نے سب سے پہلے قیاس کیا وہ ابلیس ہے۔

بعینہ یہی اعتراض غیر مقلد احناف پر کرتے ہیں، حتیٰ کہ اگر قالوا کا فاعل اگر روافض کی بجائے غیر مقلدین کو فرض کرلیا جائے تو ہو بہو درست ہے، غیر مقلدوں کو قیاس کی حجیت سے بھی

انکار ہے۔ جو اصول اسلام میں سے اور چار مذاہب پر بھی اعتراض ہے کہ یہ مذاہب بدعت ہیں غیر مقلدوں کو تقلید آئمہ پر بھی اعتراض ہے کہ یہ شرک و کفر ہے۔ دیکھئے بڑے چھوٹے بھائی آپس میں کتنے مشابہہ ہیں۔

شیعہ کے اعتراض کی تفصیل۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ صاحب شیعوں کے اس اعتراض کو نقل کر کے اس کا دندان شکن جواب بھی دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ شیعوں کا بچا سوال مکر وفریب یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت، امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور احمد بن حنبلؒ کے مذاہب پر کیوں عمل کرتے ہیں؟ (تحفہ اثناعشریہ ص۱۰۹)

یہی اعتراض بعینہ غیر مقلدوں کا ہے۔ ان کا ایک شعر ہے

دین حق را چار مذہب ساختند

رخنہ در دین نبی اند اختند

اس سے قارئین کو معلوم ہونا چاہئے کہ غیر مقلدوں نے یہ اعتراضات شیعوں سے لئے ہیں جو اپنی طرف سے پیش کر کے بڑے تیس مار خان بنتے ہیں، لیکن یہ جرأت نہیں کہ اپنے بڑوں کا نام لیتے جن سے یہ اعتراض لے کر اہل سنت والجماعت بالخصوص احناف کو کافر و مشرک بناتے ہیں۔

شاہ عبدالعزیزؒ محدث دھلوی کا جواب۔

"(مذہب اور شریعت کی تمیز)

جواب ایں کیدایں کہ نبی صاحب شریعت است نہ صاحب مذہب زیرا کہ مذہب نام راہے است کہ بعض امتیاں را در فہم شریعت کشادہ شود و بعض خود چند قواعد مقرر کنند کہ موافق آں قواعد استنباط مسائل شریعہ از ماخذ آں نمایند ولھذا محتمل صواب و خطا مے باشد ولھذا مذہب را

بسوئے خداو جبرائیل ودیگر ملائکہ نسبت کردن کمال بے خردے است۔

(تحفہ اثنا عشریہ ص ۱۰۹)

''یعنی اس مکر کا جواب یہ ہے کہ نبی صاحب شریعت ہوتا ہے نہ کہ صاحب مذہب کیونکہ مذہب تو اس راہ کا نام ہے جو فہم شریعت کے سلسلے میں بعض امتیوں پر کھولی جاتی ہے۔ اور پھر وہ اپنی عقل وخرد سے چند قواعد مقرر کرتے ہیں ان قواعد کے مطابق شرعی مسائل ان کے ماخذ (کتاب وسنت واجماع وقیاس) سے نکالے جاتے ہیں۔ اسی لئے مسائل نکالنے میں خطا وثواب دونوں کا احتمال ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ، جبرائیل، ملائکہ، وانبیاء علیہم السلام کی طرف مذہب کی نسبت کرنا نہایت بے وقوفی ہے (اللہ اور اس کے رسول کا دین کہا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کا مذہب نہیں کہا کرتے، یوں کہنا کہ اللہ اور رسول کا مذہب یہ ہے، صریح حماقت اور سخت جہالت ہے)

یہی حماقت غیر مقلد کر رہے ہیں کہ دین ومذہب کو ایک چیز سمجھ کر لوگوں کو ورغلاتے ہیں کہ خدا اور رسول کا مذہب تو ایک تھا، مگر ان مقلدوں نے چار مذہب بنا لئے ہیں، ہم پھر اس کو ایک کرنا چاہتے ہیں۔ عوام بے چارے دین ومذہب کے فرق کو کیا سمجھیں وہ ان کے چکر میں آجاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دین تو سب مقلدین کا اب بھی ایک ہے، لیکن مذاہب مختلف ہیں، جیسے چار شخصوں کی منزل تو ایک ہو لیکن وہ چاروں مختلف راستوں سے اس منزل تک پہنچیں۔ کوئی مشرق سے، کوئی مغرب سے، کوئی شمال سے، کوئی جنوب سے۔ جیسے خانہ کعبہ اور مسجد حرام میں آنے کے لئے کوئی باب السلام سے آئے یا باب عبدالعزیز سے، کوئی باب صفا سے آئے یا باب عمرہ سے، وہ بہر حال مسجد حرام میں پہنچ جائے گا۔ مذہب کا معنی راستہ ہے اور راستے کئی ہو سکتے ہیں، مگر منزل ایک ہی ہوتی ہے۔ اب دین وشریعت کے معروف راستے یہی چار ہیں۔ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی ان کو تو موٹر وے کہنا چاہئے۔ ان کے علاوہ جو اور لوگوں نے راستے بنائے ہیں یا بنانے کی کوشش کر

رہے ہیں وہ غیر معروف برانچیں ہیں، ان کے ذریعے منزل تک پہنچنا یقینی نہیں۔ وہ راستے خطرناک اور پرصعوبت ہیں، اور دانش مندوں نے کہا ہے۔

برو راہ راست گرچہ دور است

اسی لئے سلامتی اور منزل تک یقینی رسائی کا تقاضا یہی ہے کہ انہی معروف شاہراہوں پر چلا جائے جن پر چل کے اکابر ملت منزل پر پہنچے ہیں اور غیر مقلدین کی بنائی ہوئی برانچوں اور پگڈنڈیوں میں اپنی عمر عزیز ضائع نہ کی جائے۔

غیر مقلدین علامات قیامت میں سے ہیں۔

''امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب میری امت میں چودہ خصلتیں پیدا ہو جائیں گی تو اس پر مصیبتیں نازل ہونا شروع ہو جائیں گی، ان میں سے چودھویں خصلت یہ ہے کہ اس امت کے پچھلے لوگ پہلوں پر لعن طعن کریں گے۔''

(ترمذی ج ۲ ص ۴۴)

قارئین! ملاحظہ فرمائیں کہ اب پندرھویں صدی کے غیر مقلد کس طرح اصحاب رسول رضی اللہ عنہم، تابعین عظام، اور آئمہ مجتہدین پر زبان طعن دراز کرتے ہیں یعنی صحابہ کو بدعتی کہتے ہیں۔ جیسے بیس تراویح کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو، اور آذان اول کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو، کبھی فقہ واجتہاد کی وجہ سے آئمہ مجتہدین کو کہتے ہیں کہ انہوں نے دین محمدی کے بالمقابل ایک اور ہی دین بنا لیا ہے، اور کبھی تقلید واتباع کی وجہ سے تمام مقلدین مذاہب اربعہ کو مشرک گردانتے ہیں، جیسا کہ حنفیوں، شافعیوں، مالکیوں اور حنبلیوں کو یہ لوگ گمراہ، مشرک اور تارک سنت کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے اس حدیث کا صحیح مصداق غیر مقلدین کے سوا دوسرا کوئی نہیں۔ لہذا ہم مقلدین پر بھی لازم ہے کہ ان کو گمراہ سمجھتے ہوئے ان سے بچ کر رہیں، ان سے قطع تعلق کریں اور ان کو اپنی مساجد سے دور رکھیں، کیونکہ یہی لوگ وہ فتنہ ہیں جو قیامت کا پیش رو اور اس کا نشان ہیں۔

فقہ حنفی کی مذمت میں غیر مقلدین شیعہ کے خوشہ چین ہیں۔

ہندوستان میں فقہ حنفی کی مذمت میں سب سے پہلی کتاب ''استقصاء الافحام'' لکھی گئی ہے جو ایک متعصب شیعہ حامد حسین کنتوری کی تصنیف ہے، اس کے بعد غیر مقلدین کی طرف سے جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں، وہ سب اسی کتاب کی نقالی اور شیعوں کی قے خوری ہے۔ ہماری اس بات کی تصدیق مشہور غیر مقلد عالم مولوی محمد حسین بٹالوی کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں۔ وہ لکھتے ہیں،

''امام الآئمہ امام ابوحنیفہؒ پر جو اعتراضات و مطاعن اخبار اہل الذکر میں مشتہر کئے گئے ہیں یہ سب کے سب ہذیانات بلا استثناء اکاذیب و بہتانات ہیں، جن کا ماخذ زمانہ حال کے معترضین کے لئے حامد حسین شیعی لکھنوی کی کتاب ''استقصاء الافحام ہے''۔

(بحوالہ السیف الصارم لمنکر شان الامام الاعظمؒ)

اس کے بعد فقہ حنفی کی مذمت میں دوسری کتاب ''الظفر المبین'' ہے، جو ایک برائے نام مسلم ''ہری چند بن دیوان چند کھتری'' کی لکھی ہوئی ہے۔ اس سلسلہ نامشکورہ کی تیسری کتاب جس میں فقہ کی حقیقت کم اور امام الآئمہ، فقیہ الامت، حضرت امام ابوحنیفہؒ کی توہین وتذلیل زیادہ ہے۔ یہ کتاب دجل و تلبیس اور کذب وافتراء کا شاہکار ہے، اس میں عبارتوں کی قطع و برید ہے، حوالوں کی جعل سازی ہے اور کتب فقہ پر اعتراضات ہیں۔ یہ بہت برا توشہ آخرت ہے، جو اس کے بد نصیب مصنف نے اپنے لئے تیار کیا ہے۔

مطلق فقہ سے نفرت و انکار۔

جس طرح شیعہ حضرات مطلق فقہ اہل سنت کے منکر ہیں اسی طرح غیر مقلدین بھی بلا استثناء چاروں مذاہب کی فقہ کے خلاف ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ فقہ کا نام آتے ہی ان کی تیوریاں

چڑھ جاتی ہیں، تنفس تیز ہو جاتا ہے اور منہ سے کف آنے لگتی ہے۔ حالانکہ مطلق فقہ کا حکم قرآن پاک نے دیا ہے اور مطلق فقہ کی فضیلت حدیث رسول ﷺ نے بیان کی ہے دیکھئے قرآن پاک کا کہنا ہے،

فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين.

کہ کیوں نہ نکلی ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت جو دین کی فقہ حاصل کرتی؟

اور حدیث رسول ﷺ میں ہے،

من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين.

یعنی جس شخص کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ خیر کا ارادہ کرتے ہیں اسے تفقہ فی الدین کی دولت سے نوازتے ہیں۔

جس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ شر کا ارادہ رکھتے ہیں اسے فقہ کی دولت سے محروم کر دیتے ہیں۔ جیسے غیر مقلدین فقہ کی دشمنی اختیار کر کے اس دولت عظمیٰ اور نعمت عالیہ سے محروم ہیں اور جو خوش قسمت افراد اس نعمت سے مالا مال ہیں، جیسے فقہاء امت اور مجتہدین ملت یا ان کے خوش نصیب مقلدین یہ لوگ ان کے نام سے جلتے ہیں اور ان کی خداداد شہرت سے انگاروں پر لوٹتے ہیں۔ فقہ واجتہاد میں ان کی سعی مشکور کو نیست و نابود کرنے کے مواقع کی تلاش میں ہیں۔ ان کا بس چلے تو فقہ کا تمام دفتر غرق مئے ناب کر دیں۔ مگر خداوند تعالیٰ گنجے کو کبھی ناخن نہیں دے گا۔ مطلق فقہ اور بالخصوص فقہ حنفی کا آفتاب نصف النہار پر سدا چمکتا دمکتا رہے گا۔ (ان شاء اللہ) ان چمگادڑوں کی آنکھیں اس کو دیکھ دیکھ کر خیرہ ہو جائیں گی، مگر یہ فقہ کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکیں گے۔ جیسے دنیا بھر کے کفار قرآن پاک کو مٹا دینے پر تلے ہوئے ہیں، مگر وہ قرآن پاک کا ایک شوشہ بھی تبدیل نہیں کر سکیں گے اور نہ ہی قرآن پاک کی کسی زیر زبر کو ہٹا سکیں گے۔

فانوس بن کر جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

ساری امت کو گمراہ کھنے والا خود کافر ھے۔

واضح ہو کہ امت محمدیہ نام ہے اہل سنت والجماعت کا، جو مذاہب اربعہ میں منقسم ہے۔ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی ان چاروں کو شیعہ بھی کافر کہتے ہیں اور غیر مقلدین بھی ان کو مشرک قرار دیتے ہیں۔ اگر یہ سارے مشرک ہیں تو مسلمان کیا اس شرذمۂ قلیلہ اور گروہ آوارہ کا نام ہے جن کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے؟ کیا روز محشر امتیوں کی ایک سو بیس (۱۲۰) صفوں میں سے امت محمدیہ کی اسی (۸۰) ان غیر مقلدوں سے بنے گی جو تعداد میں شیعوں سے بھی کم ہیں۔ اگر ان کی صف بنائی جائے تو لاہور سے لے کر مرید کے تک ختم ہو جائے گی۔ حق یہ ہے کہ ناجی صرف اہل سنت والجماعت ہیں، جو دنیا کے آخری کناروں تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اور واضح رہے کہ قرون اولیٰ کے اہل حدیث خود اہل سنت میں شامل تھے، موجودہ اہل حدیثوں کو ان اہل حدیثوں سے کوئی نسبت نہیں۔ وہ ایک علمی طبقہ تھا جس کا کام الفاظ حدیث کی خدمت کرنا اور سند حدیث کو محفوظ کرنا تھا، ان میں سے کوئی بھی جاہل نہیں ہوتا تھا، بلکہ وہ کم از کم ایک ایک لاکھ حدیث کے حافظ ہوتے تھے۔ اور وہ کسی ایک فرقہ سے تعلق نہیں رکھتے تھے وہ حنفی بھی تھے اور شافعی بھی، وہ مالکی بھی تھے اور حنبلی بھی۔ ان مومنین صادقین اہل سنت والجماعت کو جو گمراہ کہتا اور مشرک قرار دیتا ہے وہ خود گمراہ اور کافر ہے، جیسا کہ حضرت قاضی عیاضؒ نے اپنی بے مثال تصنیف الشفاء میں لکھا ہے آپ فرماتے ہیں۔

و نقطع بتكفير كل قائل قال قولاً يتوصل به الىٰ تضليل الامة و تكفير جميع الصحابة .

(کتاب الشفاء ج ۲ ص ۲۸۶)

یعنی ہم اس شخص کے کفر کے بالیقین قائل ہیں جو ایسا قول کہتا ہے جس سے امت کی تضلیل اور جمیع صحابہ کی تکفیر لازم آتی ہو۔

اس عبارت کے پہلے حصے کے مصداق غیر مقلد ہیں اور دوسرے کے شیعہ، کیونکہ شیعہ تمام صحابہ کو کافر کہتے ہیں اور غیر مقلدین جمیع مقلدین آئمہ اربعہ کو مشرک بتاتے ہیں۔

وحید الزمان شیخین کی فضیلت کا بھی قائل نہیں۔

وہ لکھتا ہے،

" والامام الحق بعد رسول الله ﷺ ابو بکر ؓ ثم عمر ؓ ثم عثمان ؓ ثم علی ؓ ثم الحسن ؓ بن علی ؓ ولا ندری ایھم افضل عندالله "۔

(نزل الابرار ص ۷ ج ۱)

یعنی رسول اللہ ﷺ کے بعد امام برحق ابو بکر ؓ ہیں، پھر عمر ؓ، پھر عثمان ؓ، پھر علی ؓ، پھر حسن بن علی ؓ ہیں، لیکن ہم یہ نہیں جانتے کہ ان میں سے عنداللہ افضل کون ہے"۔

جبکہ اہل سنت والجماعت کے تمام فرقوں کے ہاں حضرات شیخین تمام صحابہ سے افضل ہیں، پھر ان میں سے سیدنا ابو بکر صدیق ؓ حضرت عمر ؓ سے بھی افضل ہیں۔ گویا افضل الخلائق بعد الانبیاء اہل سنت والجماعت کے نزدیک ابو بکر ؓ ہیں۔ چنانچہ حضرت امام ابو حنیفہ ؒ نے فضیلت شیخین ومحبت ختنین اور مسح علی الخفین کو اہل سنت کا شعار بتلایا ہے۔ مولوی وحید الزمان کے نزدیک حجت کتاب وسنت کی بجائے کتاب وعترت ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے،

" ھم القائمون علی وصیة النبی ﷺ متمسکون بالکتاب والعترة"۔ (نزل الابرار ج ا ص ۷)

یعنی اہل حدیث ہی وصیت نبوی پر قائم ہیں اور کتاب وعترت کو مضبوطی سے پکڑنے

والے ہیں۔ واضح ہو کہ یہ بعینہ شیعوں کا موقف ہے کہ ان کے نزدیک کتاب وسنت کوئی چیز نہیں، اصل چیز کتاب اللہ اور عترت رسول اللہ ﷺ ہے۔ انہیں سے تمسک پر وہ زور دیتے ہیں، ہماری حدیث وسنت کو تو وہ مانتے ہی نہیں اور ان کی حدیث رسول اللہ ﷺ تک پہنچتی نہیں۔ وہ آئمہ اطہار پر ہی ختم ہو جاتی ہے۔

مولوی وحید الزمان نے پانچ صحابہ کو فاسق لکھا ھے۔

چنانچہ وہ نزل الابرار ج ۳ ص ۹۴ کے حاشیہ پر لکھتا ہے۔

"و منه تعلم ان من الصحابة من هو فاسق کالولید ؓ و مثله یقال فی حق معاویة ؓ و عمرو ؓ و مغیرة ؓ و سمرة ؓ".

یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ میں سے جو فاسق تھے، جیسے ولید بن عقبہ ؓ ایسے ہی کہا جاتا ہے معاویہ ؓ، عمرو بن العاص ؓ، مغیرہ بن شعبہ ؓ، اور سمرہ بن جندب ؓ کے متعلق۔

تو یہ پانچوں اس کے نزدیک فاسق وفاجر ہیں۔ جبکہ اہل سنت کے ہاں الصحابة کلهم عدول کا کلیہ مسلم ہے، یعنی تمام صحابہ عادل اور پرہیزگار ہیں۔ جیسا کہ آیت قرآنی گواہ ہے،

ولكن الله حبب اليكم الايمان و زينه فی قلوبكم و كره اليكم الكفر والفسوق والعصيان اولئك هم الراشدون ﴿﴾

(سورۃ حجرات)

"لیکن اللہ تعالیٰ نے (اے صحابہ ؓ) تمہارے لئے ایمان کو محبوب بنادیا ہے اور اسے

تمہارے دلوں میں مزین کر دیا ہے یہی لوگ راشدوں کی جماعت ہے"۔

یعنی یہی لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) ہدایت یافتہ اور عادل متقی ہیں۔

قارئین کو معلوم ہونا چاہئے کوئی بھی اہل سنت کسی بھی صحابی کے فسق کا قائل نہیں۔ یہ غیر مقلد ہی ہیں جن کو شیعہ کی آب چڑھی ہوئی ہے کہ بے دھڑک ایسے عظیم القدر صحابہ کو فاسق کہہ دیتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ اگر صحابہ بھی فاسق ہو سکتے ہیں تو پھر ہم لوگوں کا تو اللہ ہی حافظ ہے۔ ہمارے لئے پھر فسق کچھ بھی معیوب نہیں ہوگا۔

وحید الزمان کی معاویہ رضی اللہ عنہ دشمنی۔

ترجمہ بخاری شریف ص۹۰ ج۵ پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتا ہے،

"صحابیت کا ادب ہم کو اس سے مانع ہے کہ ہم معاویہ کے حق میں کچھ کہیں لیکن سچی بات یہ ہے کہ ان کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی الفت اور محبت نہ تھی۔ ان کا باپ ابو سفیان ساری عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑتا رہا، یہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑے، ان کے بیٹے ناخلف یزید پلید نے تو غضب ڈھایا امیر المؤمنین امام حسین علیہ السلام کو مع اکثر اہل بیت کے بڑے ظلم اور ستم کے ساتھ شہید کرادیا"۔

ایسے ترجمہ بخاری جلد ج۶ ص۶۱ پر رقم طراز ہے،

"ابو سفیان زندگی بھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑتے رہے، ان کے فرزند ارجمند معاویہ بن ابی سفیان نے حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق سے مقابلہ کیا، ہزاروں مسلمانوں کا خون گرایا، قیامت تک اسلام میں جو ضعف آ گیا یہ انہیں (معاویہ) کا طفیل تھا"۔

نیز لکھتا ہے کہ،

"ایک سچے مسلمان کا جس میں ایک ذرہ برابر بھی پیغمبر صاحب کی محبت ہو دل یہ گوارہ نہیں کرے گا کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعریف اور توصیف کرے، البتہ ہم اہل سنت کا یہ طریق ہے کہ

صحابہ سے سکوت کرتے ہیں، اس لئے معاویہ سے بھی سکوت کرنا ہمارا مذہب ہے اور یہی اسلم اور قرین احتیاط ہے، مگر ان کی نسبت کلمات تعظیم مثلاً حضرت و رضی اللہ عنہ کہنا سخت دلیری اور بے باکی ہے اللہ محفوظ رکھے"۔

(لغات الحدیث مادہ عز)

ہم "اللہ محفوظ رکھے" وحید الزمان کی دعا پر آمین کہتے ہیں لیکن امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ اور حضرت کہنے سے نہیں بلکہ غیر مقلدی سے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو غیر مقلدیت سے محفوظ رکھے کیونکہ غیر مقلد ہو کر آدمی صحابہ، آئمہ اور اسلاف کرام کا گستاخ اور بے ادب ہو جاتا ہے۔ وہ خود تو صحابہ کا ادب نہیں کر سکتا لیکن ادب کرنے والوں کو بھی روکتا ہے۔ کہ صحابہ کو حضرت اور رضی اللہ عنہ نہ کہنا۔ نعوذ باللہ من العمیٰ بعد الھدیٰ.

وحیذ الزمان ہر گز اہل سنت نہیں ہو سکتا۔

یہ کتنی عجیب بات ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فاسق لکھ کر اور حضرت و رضی اللہ عنہ، کے القاب سے محروم کر کے بھی یہ اپنے آپ کو اہل سنت سمجھتے ہیں۔ سب کچھ ہو سکتا ہے مگر یہ بے لگام شخص اہل سنت نہیں ہو سکتا۔ جس کے دل میں ایک عظیم صحابی، کاتب وحی، مسلمانوں کے خالو، اور رسول اللہ ﷺ کے برادر نسبتی کے متعلق اتنا بغض اور کینہ بھرا ہوا ہو کہ وہ اس کے لئے تعظیمی الفاظ تک کو ناجائز سمجھتا ہو۔ تفو بر تفوائے چرخ گردان تفو۔

غیر مقلدوں کا مایہ ناز مصنف و محدث علامہ وحید الزمان اقراری شیعہ ہے۔

وحید الزمان، بخاری شریف کے ترجمہ ج ۶ ص ۱۹۳ پر سورت حجر کی آیت، صراط علی مستقیم کی تفسیر کے حاشیہ میں لکھتا ہے،

"اسی سے ہے شیعہ علی یعنی حضرت علی اور ان کے دوست اور ان سے محبت رکھنے وا

یا اللہ! قیامت کے دن ہمارا حشر شیعہ علی میں کر اور زندگی بھر ہم کو حضرت علی ؓ اور سب اہل بیت کی محبت پر قائم رکھ"۔

نیز نزل الابرار (ج ۱ ص ۷) پر لکھتا ہے۔

"اہل الحدیث شیعۃ علی ؓ" کہ اہل حدیث علی ؓ کے شیعہ ہیں۔

قارئین کرام! اس قدر واضح بیان کے بعد بھی کیا موصوف کے شیعہ اور رافضی ہونے میں کوئی شبہ باقی رہ جاتا ہے؟ بعض تقیہ باز غیر مقلد، سادہ لوح مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کہ کہتے ہیں کہ ہم اسے نہیں مانتے، حالانکہ اسی وحید الزمان کی کتابیں، ان کے ہر گھر اور مسجد کی لائبریریوں کی زینت بنی ہوئی ہیں۔ یقین نہ آئے تو جا کر دیکھ لیں۔

وحید الزمان کے نزدیک متعہ حلال قطعی ہے۔

وہ کہتا ہے،

و کذالک بعض اصحابنا فی نکاح المتعۃ فجوزوھا الا و نری کان ثابتاً جائزاً فی الشریعۃ کما ذکرہ اللہ فی کتابہ فما استمتعتم بہ منھن و آتوھن اجورھن وقرأۃ ابی بن کعب و ابن مسعود فماستمتعتم بہ منھن الی اجل مسمی یدل صراحۃ علی اباحتہ فالاباحۃ قطعیۃ لکونہ قد وقع الاجماع علیہ و التحریم ظنی.

(نزل الابرار ج ۲ ص ۳۳)

"اور ایسے ہی ہمارے بعض اصحاب نے نکاح متعہ کو جائز قرار دیا ہے جبکہ وہ شریعت میں ثابت اور جائز تھا جیسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کا تذکرہ یوں کیا ہے کہ، ان میں سے تم جس سے متعہ کرو گے تو اسے اس کی مزدوری ہی دے دیا کرو۔ اور ابی بن کعب ؓ اور ابن

مسعود ﷺ کی قرأت میں الی اجل مسمی کی زیادتی ہے، جو صراحتاً جواز کی دلیل ہے۔ یعنی جس سے تم مدت مقررہ تک کے لئے متعہ کرو۔ پس اباحت اور جواز قطعی ہے اس لئے کہ اباحت پر اجماع منعقد ہو چکا ہے اور جہاں تک حرمت کا تعلق ہے تو وہ ظنی ہے اور اس عبارت میں وحید الزمان نے متعہ کو صرف جائز ہی نہیں کہا ہے، بلکہ اس کے جواز کے لئے قرآنی اور اجماعی ٹھوس دلائل بھی مہیا کر دیئے ہیں جو شاید شیعوں کو بھی نہ سوجھے ہوں۔

ہوئے تم دوست جس کے، دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

پتا نہیں نام نہاد اہل حدیث اپنے اسی محبوب مصنف و محدث کے قطعی فتوے پر عمل کر کے اس کا ثواب عظیم حاصل کرتے اور اپنے علامہ کو اس کا ایصال ثواب پہنچاتے ہیں یا ظنی باتوں پر عمل کر کے اس ثواب عظیم سے محروم رہتے ہیں۔

غیر مقلدوں کی آبادی چونکہ بہت کم ہے اس لئے انہیں اس فتوے کی آڑ میں اپنی نفری بڑھانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیئے۔

وحید الزمان نے ہدیۃ المہدی کے ص ۱۱۲ پر بھی متعہ کو جائز قرار دیا ہے۔ اس کے الفاظ ہیں باختیار قول اهل مكة فى المتعة یعنی متعہ کے بارے میں اہل مکہ کے قول جواز کے اختیار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

وحید الزمان اہل تقلید کی مخالفت اور اہل تشیع کی موافقت پر بڑا فخر کرتا ہے۔

وہ لکھتا ہے،

" ولا يجوز تقليد المجتهد الميت و حكىٰ بعضهم الاجماع عليه و قيل يجوز و رجحه الشيخ ابن القيم لان القول لا يموت و تقليد السلف لاقوال الصحابة والتابعين

تدل علی جوازہ و قال ابن مسعود ﷺ، من کان متبعاً فلیستن بمن قدمات و خالفتنا فیہ المقلد و وافقنا فیہ امامیة "۔

(ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۱۱۲)

یعنی فوت شدہ مجتہد کی تقلید جائز نہیں اور بعضوں نے اس پر اجماع نقل کیا ہے اور یہ بھی ... گیا ہے کہ جائز ہے، اور شیخ ابن قیمؒ نے اسی کو ترجیح دی ہے کیونکہ قول تو نہیں مرتا اور سلف صالحین نے جو اقوال صحابہ و تابعین کی تقلید کی ہے وہ اس کے جواز پر دلالت کرتی ہے، اور ابن مسعود ... نے فرمایا ہے جو کسی کی اتباع کرنا چاہتا ہو اسے چاہئے کہ فوت شدہ لوگوں کی اتباع کرے، اس بارے میں مقلدین نے ہماری مخالفت کی ہے اور فرقہ امامیہ ہمارے موافق ہے۔"

دیکھئے حرمت تقلید میں فرقہ امامیہ کی موافقت پر وحید الزمان کتنا خوش ہوتا اور فخر کرتا ہے۔

یہ ہیں کہ از کہ گستی و با کہ پیوستی

دیکھ تو لے تو نے کس سے توڑی اور کس سے جوڑی؟

وحید الزمان شیعوں کی طرح پاؤں کے مسح کا قائل تھا۔

وہ کہتا ہے کہ،

" قال ابن جریر من اصحابنا یتخیر المتوضی ان یغسل رجلیہ او یمسح علیھا لان ظاھر الکتاب ینطق بالمسح ولکن الصحابة اتفقوا علی الغسل الا ما روی عن ابن عباس ﷺ و حکی عنہ الرجوع و یحکی من الشیخ ابن عربی جواز مسح الرجلین فی الوضوء و ھو المنقول عن

عکرمة و وجدنا فی کتب الزیدیة و الامامیة الروایات المتواترة عن آئمة اهل البیت رضی الله عنهم تشعر بجواز المسح".

(نزل الابرار ج ا ص ۱۳)

یعنی ہمارے اصحاب میں سے ابن جریر نے کہا ہے کہ وضو کرنے والے کو اختیار ہے چاہے وہ پاؤں دھوئے چاہے وہ ان پر مسح کر لے۔ اس لئے کہ کتاب اللہ ظاہر مسح ہی کو بیان کرتی ہے، لیکن صحابہ کرام دھونے پر متفق ہیں، مگر جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے، جس سے ان کا رجوع بھی منقول ہے۔ شیخ ابن عربیؒ سے بھی پاؤں کے مسح کا جواز نقل کیا گیا ہے، اور یہی حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بھی۔ اور ہم نے زیدی اور امامی شیعوں کی کتابوں میں آئمہ اہل بیت کی متواتر روایات پائی ہیں جو مسح کے جواز کو ثابت کرتی ہیں۔"

اس اقتباس میں وحید الزمان نے پاؤں کے مسح کا جواز ہی نقل نہیں کیا بلکہ اس کے خلاف غسل رجلین پر صحابہ کا اجماع بھی نقل کیا ہے، تعجب ہے یہ پھر بھی مسح کے جواز کا قائل ہے اور اپنی تائید میں صحابہ اور اہل سنت کے آئمہ کو چھوڑ کر شیعوں کے اماموں سے متواتر روایات بیان کرتا ہے تو کیا یہ اس کے شیعہ ہونے کی دلیل نہیں ہے؟ کہ جن شیعی روایات کی اسے تردید کرنی چاہئے تھی وہ بڑے فخر سے اپنی تائید میں نقل کرتا ہے۔

حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل کہیں۔

وحید الزمان لکھتا ہے کہ اگر حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل کہا جائے تو کوئی حرج نہیں ان کے الفاظ یہ ہیں۔

" ولو زاد بعد الحیعلتین حی علی خیر العمل فلا بأس به". (نزل الابرار ج ا ص ۵۹)

یعنی اس میں کوئی حرج نہیں کہ حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل کہا جائے۔

مہربان من! حرج کیوں نہیں یہ حی علی خیر العمل شیعوں کی آذان کا شعار ہے پھر وہ اہل حدیث کی آذان میں کیوں ہے؟ اور اگر اسے بے کھٹک لاتا ہی ہے تو پھر اہل حدیث کہلوانے کا تکلف کیوں؟ صاف صاف اہل تشیع کہلوائیں۔

تھوڑے پانی کے ناپاک نہ ہونے میں شیعوں اور غیر مقلدوں کی موافقت۔

وحید الزمان نے لکھا ہے،

لا یفسد ماء البئر ولو کان صغیراً والماء فیہ قلیلاً بوقوع النجاسۃ. (نزل الابرار ج ۱ ص ۳۱)

یعنی کنویں کا پانی نجاست گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا خواہ کنواں چھوٹا ہو اور پانی بھی اس میں کم ہو۔

ادھر شیعہ کہتے ہیں،

" فان وقع فی البئر زمبیل من عذرۃ رطبۃ او یابسۃ او زمبیل من سرقین فلا باس بالوضوء منھا ولا ینزح منھا شیء".

یعنی کنویں میں پاخانے کی بھری ہوئی زنبیل گر گئی خواہ نجاست تر ہو یا خشک، یا گوبر والی زنبیل گر گئی تو کوئی حرج نہیں، اس سے وضو کر سکتے ہیں اور اس میں سے پانی نکالنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

(من لا یحضرہ الفقیہ ص ۵)

دیکھئے کنواں کسی کے نزدیک بھی پلید نہیں ہوا، نہ شیعوں کے ہاں نہ غیر مقلدوں کے ہاں۔ نیز حدیث قلتین جو ہمارے نزدیک ضعیف قریب الموضوع ہے۔ اس کی وجہ سے غیر مقلدین کہتے ہیں کہ جب پانی دو مٹکوں کے برابر ہو تو کسی صورت میں پلید نہیں ہو سکتا اگر ایک گھڑا پانی کا ہو دوسرا پیشاب کا، ان دونوں کو ملالیں تو وہ قلتین ہونے کی وجہ سے ناپاک نہیں ہوگا۔ اور شیعہ کہتے ہیں، ایک پرنالہ پانی کا ہو دوسرا پیشاب کا ان کا پانی ملنے کے بعد کسی کے کپڑوں کو لگ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ دیکھئے فروع کافی ج ۱ ص ۷۔ یہ امام جعفر صادق کا فرمان ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

ساس کے ساتھ زنا کی وجہ سے بیوی کے حرام نہ ہونے پر شیعوں اور غیر مقلدوں کی موافقت۔

شیعہ کہتے ہیں کہ،

"عن ابی جعفر علیہ السلام وانہ قال فی رجل زنا بام امرأتہ او بابنتھا او باختھا فقال لا یحرم ذالک علیہ امرأتہ". (فروع کافی ج ۲ ص ۱۷۴)

یعنی حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے روایت ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی ساس یا اس کی پچھلگ بیٹی یا اپنی سالی سے زنا کیا تو اس سے اس کی بیوی حرام نہیں ہوئی۔

غیر مقلد کہتے ہیں،

وکذالک لو جامع ام امرأتہ لا تحرم علیہ امرأتہ

(نزل الابرار ج ۲ ص ۲۸)

یعنی ایسے ہی ہے اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کی ماں سے جماع کیا تو اس پر اس کی بیوی

حرام نہیں ہوتی۔

مشت زنی کے جواز میں شیعوں اور غیر مقلدوں کی موافقت۔

شیعہ کہتے ہیں۔

" عن ابی عبداللہ علیہ السلام سألته عن الدلک قال

ناکح نفسہ لا شیء علیہ. (فروع کافی ج ۲ ص ۲۳۴)

یعنی امام جعفر صادقؒ سے مشت زنی سے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا وہ! اپنے وجود سے فعل کرتا ہے اس پر کوئی مواخذہ نہیں۔

غیر مقلد کہتے ہیں۔

" و بالجملة استنزال المنی بکف یا چیزے از جمادات نزد دعائے حاجت مباح است لا سیما چوں فاعل ناشی از وقوع فتنہ یا معصیت کہ اقل احوالش نظر بازی است باشد کہ دریں حین مندوب است بلکہ گاہے گاہے واجب گردد"۔........"بعض اہل فہم نقل ایں استمناء از صحابہ نزد غیبت از اہل خود کردہ اند"۔

(عرف الجادی ص ۲۰۷)

یعنی ہاتھ سے منی نکالنا یا جمادات میں سے کسی چیز کے ساتھ رگڑ کر جبکہ اس کا تقاضا ہو بالکل مباح ہے، بالخصوص جبکہ فاعل کو فتنہ میں پڑنے کا اندیشہ ہو جس کی کم از کم حد نظر بازی ہے تو ایسے وقت میں مستحب ہے بلکہ کبھی تو واجب ہو جاتی ہے۔ جس وقت کہ اس کے سوا گناہ سے بچنا ناممکن ہو۔........ بعض اہل فن نے اس کا ارتکاب صحابہ سے بھی نقل کیا ہے جبکہ وہ اپنے اہل سے دور ہوتے تھے، ناظرین غور کریں کہ شیعوں نے تو اس فعل قبیح کو صرف مباح کہا تھا مگر غیر مقلدوں نے اسے نہ صرف واجب کا درجہ دے دیا بلکہ اسے سنت صحابہ کے طور پر ثابت کرنے کی

کی ناشکوری بھی کی ہے۔

خنزیر کے اجزاء کی پاکی میں شیعوں اور غیر مقلدوں کا توافق۔

شیعہ کہتے ہیں،

" عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال سألته من الحبل یکون من شعر الخنزیر یستقیٰ به الماء من البئر هل یتوضأ من ذالک الماء قال لابأس به.

(فروع کافی ج ۲ ص ۱۰۳ جز ۲)

زرارہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ خنزیر کے بالوں کی رسی سے کنویں میں سے پانی نکالیں تو اس سے وضو کیا جا سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس میں کچھ حرج نہیں۔ قال والشعر والصوف کله ذکی۔ آپ نے فرمایا اس کے بال اور اون سب پاک ہیں۔

غیر مقلد کہتے ہیں،

" وشعر المیتة والخنزیر طاهر و کذا عظمها و عصبها و حافرها و قرنها". (نزل الابرار ج ۱ ص ۳۰)

یعنی مردار کے بال اور خنزیر کے بال پاک ہیں اور ایسے ہی ان کی ہڈیاں اور ان کا پٹھا اور اوران کے کھر اور ان کے سینگ پاک ہیں۔

جمع بین الصلوٰتین میں شیعوں سے موافقت۔

قارئین کرام کو معلوم ہونا چاہئے کہ عرفات میں ظہر اور عصر کی جمع تقدیم اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی جمع تاخیر بلاشبہ حضور نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے، اس کے علاوہ آپ ﷺ نے

کہیں بھی بلا عذر شرعی جمع نہیں فرمائی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عن عبد اللہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الصلوٰۃ لوقتھا الا بجمع وعرفات. (نسائی ج ۲ ص ۳۶)

"یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ہمیشہ اپنے وقت پر پڑھا کرتے تھے سوائے مزدلفہ اور عرفات کے، نیز مسلم شریف (ج ۱ ص ۴۱۷) میں بھی یہی بات قدرے تفصیل سے کہی گئی ہے۔ کہ مزدلفہ میں آپ نے مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھا اب دیکھئے غیر مقلد اور شیعہ دونوں اس کے برخلاف کیا کہتے ہیں۔ کہ بغیر کسی عذر کے گھر میں بھی جمع کر کے پڑھنا جائز ہے۔ غیر مقلدوں کے علامہ وحید الزمان ہدیۃ المہدی میں فرماتے ہیں۔

" الجمع بین الصلوتین من غیر عذر ولا سفر و لا مطر جائز عند اھل الحدیث والتفریق افضل واشترط بعضھم ان لا یتخذوہ عادۃ ورواہ امامیۃ فی کتبھم عن العترۃ الطاھرۃ ". (ھدیۃ المھدی ج ۱ ص ۱۰۹)

یعنی اہل حدیث کے نزدیک بغیر کسی عذر، بغیر کسی سفر، بغیر کسی بارش کے بھی، دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا جائز ہے۔ اور تفریق افضل ہے، اور بعضوں نے یہ شرط لگائی ہے کہ لوگ اسے عادت نہ بنالیں اور جمع بین الصلوتین کو امامیہ نے اپنی کتابوں میں آل پاک سے روایت کیا ہے۔

ملاحظہ فرمائیے یہاں غیر مقلد مصنف شیعہ اماموں کو اپنی تائید میں پیش کر رہا ہے تو پھر یہ اہل سنت کی بجائے شیعوں کے زیادہ قریب نہیں تو اور کیا ہے؟

نماز جنازہ جھراً پڑھنے میں غیر مقلدوں اور شیعوں کی موافقت۔

ناظرین کو معلوم ہونا چاہئے کہ جمہور اہل سنت کے نزدیک نماز جنازہ چونکہ دعا ہی کی ایک

صورت ہے، اور دعا کو آہستہ پڑھنے کا حکم قرآن پاک نے دیا ہے، اس لئے بالاجماع جنازہ کی دعائیں آہستہ پڑھنی چاہئیں، جیسا کہ قاضی شوکانی غیر مقلد نے بھی اس سے اتفاق کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں،

مذهب الجمهور الى انه لا يستحب الجهر في صلوٰة الجنازة و تمسكوا بقول ابن عباس ؓ المتقدم لم اقرأ اى جهراً الا لتعلموا انه سنة وبقوله في حديث ابى امامة سراً في نفسه. (نيل الاوطار ج۴ص ۲۶)

یعنی جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ نماز جنازہ میں جہرا پڑھنا مستحب نہیں۔ اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کے اس قول سے جو پیچھے گذرا دلیل پکڑی ہے، یعنی آپ نے فرمایا کہ میں نے جہراً اس لئے پڑھا کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ یہ پڑھنا سنت ہے، اور جمہور نے حضرت ابوامامہ کے اس قول سراً في نفسه سے بھی استدلال کیا ہے۔ جس کا مطلب ہے اپنے جی میں پڑھو اور فقہ حنبلی کی مشہور کتاب مغنی ابن قدامہ میں ہے،

ويسر القرأت والدعا في صلوٰة الجنازة لا نعلم بين اهل العلم فيه خلافها.

(مغنی ج۲ص ۴۸۶)

''نماز جنازہ میں قرأت اور دعا آہستہ پڑھے اس سلسلے میں ہم اہل علم میں کوئی اختلاف نہیں جانتے''۔

مگر اس قول جمہور اور آئمہ اربعہ کے خلاف صرف شیعوں سے موافقت کرنے کے لئے غیر مقلد کہتے ہیں کہ جنازہ کی قرآت اور دعائیں جہراً پڑھنی سنت ہیں۔ دیکھئے فتاویٰ علمائے حدیث (ج۵ص۱۵۲) نیز فتاویٰ ثنائیہ میں بھی یہی لکھا ہے کہ جنازہ کی نماز میں سورۃ فاتحہ اور اس

کے بعد کی سورۃ باآواز بلند پڑھنا جائز بلکہ سنت ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۵۶)

نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے میں غیر مقلدوں اور شیعوں کی موافقت۔

قارئین کو معلوم ہے کہ شیعہ حضرات نماز میں بار بار ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں۔ شیعوں کا یہ عمل غیر مقلدین کو اتنا پسند آیا کہ وتروں اور قنوت نازلہ میں بلکہ مطلق نماز میں انہوں نے بھی ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کو اپنا معمول بنالیا۔ وحید الزمان لکھتا ہے،

" ولا بأس ان یدعوفی قنوته بما شاء فیرفع یدیه الی صدره یبسطهما و بطونهما نحو السماء "۔

یعنی اس میں کوئی حرج نہیں کہ قنوت میں جو دعا چاہے پڑھے بس ہاتھوں کو اپنے سینے کے برابر تک اٹھا کر کھول لے ان کی ہتھیلیاں آسمان کی طرف ہوں۔

ہدیۃ المہدی میں وحید الزمان لکھتا ہے،

" و یجوزون الدعاء برفع الایدی فی الصلوٰۃ ای دعاء کان ولومن قبیل ما یسأل عن الناس۔

(نزل الابرار ص ۱۱۰)

یعنی اہل حدیث ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کو جائز کہتے ہیں خواہ کوئی سی دعا ہو خواہ ایسی دعا ہو جو لوگوں سے بھی مانگی جاسکتی ہے۔

حالانکہ یہ کسی حدیث میں نہیں آتا یہاں یہ لوگ اپنے آپ کو شیعوں پر قیاس کر لیتے ہیں پھر ہاتھ ہی نہیں اٹھاتے انہیں دعا پڑھ کر منہ پر بھی پھیر لیتے ہیں جو ہیئت نماز کے بالکل خلاف ہے۔ یہ ایک قسم کا عمل کثیر ہے جس سے نماز ہی ٹوٹ جاتی ہے، جبکہ ہمارے پاس دعا میں ہاتھ نہ اٹھانے کی مرفوع حدیث موجود ہے،

عن محمد بن یحیٰ الا سلمی قال رأیت عبداللہ بن زبیر و رأی رجل رافعا یدیه یدعوقبل ان یفرغ من صلوته فلما فرغ منها قال له ان رسول اللہ ﷺ لم یکن یرفع یدیه حتی یفرغ من صلوته. (رواه ابن ابی شیبه)

یعنی محمد بن یحی اسلمی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کو دیکھا کہ آپ نے ایک ایسے آدمی کو دیکھا وہ فراغت سے پہلے نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہا تھا جب وہ فارغ ہوا تو آپ نے اسے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب تک نماز سے فارغ نہ ہو جاتے ہاتھ نہیں اٹھایا کرتے تھے۔

عورتوں کے ساتھ وطی فی الدبر میں شیعوں اور غیر مقلدوں میں موافقت۔

شیعہ لکھتے ہیں کہ،

عن حماد بن عثمان قال سألت ابا عبداللہ علیه السلام عن الرجل یأتی المرأة فی ذالک الموضع وفی البیت جماعة وقال لی ورفع صوته قال رسول اللہ ﷺ من کلف مملوکه ما لا یطیق فلیبعه . ثم نظر فی وجوه اهل البیت ثم اصغی الی فقال لا بأس به. (الاستبصار ج۲ص ۱۳۰)

یعنی حماد بن عثمان روایت کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؒ سے دریافت کیا کہ اپنی عورت کی دبر میں دخول کر سکتا ہے؟ آپ نے بلند آواز سے تو یہ فرمایا کہ اپنے غلام سے اس کی طاقت سے بڑھ کر کام لینا جائز نہیں بلکہ اسے فروخت کر دینا چاہئے، پھر اپنے اہل بیت کے

چہروں کو دیکھ کر میری طرف سر جھکایا اور فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

غیر مقلد مجتہد وحید الزمان بخاری شریف ج ۶ ص ۳۸ - ۳۷ پر آیت نساء کم حرث لکم فاتوا حرثکم انیٰ شئتم کی تفسیر کے حاشیہ میں لکھتا ہے۔

''روایت میں اس کی صراحت موجود ہے کہ (یہ آیت) عورتوں سے دبر میں جماع کرنے کے باب میں اتری۔ ابن عمرؓ سے اس کی اباحت منقول ہے۔ اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ بھی پہلے اس کے قائل تھے۔---------یہ آیت وطی فی الدبر کی اجازت میں اتری------ایک جماعت اہل حدیث جیسے بخاریؒ، زیلعی، بزارؒ، نسائیؒ اور بوعلیؒ نیشاپوری اسی طرف گئی ہے کہ وطی فی الدبر کی ممانعت میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔---------- مطلب یہ ہے کہ آیت سے وطی فی الدبر کا جواز کا نکلتا ہے''۔

یہی رافضی مصنف نزل الابرار ص ۱۲۳ میں رقم طراز ہے۔

ووطی الازواج والاماء فی الدبر.

یعنی اہل حدیث عورتوں اور باندیوں کی دبر میں وطی کرنے کے جواز کا انکار نہیں کرتے۔

گویا یہ کہ اہل حدیث کی خصوصیتوں میں سے ہے کہ وہ اس خلاف وضع فطری فعل کو جائز سمجھتے ہیں۔

کتے کے پاک ہونے میں شیعوں اور غیر مقلدوں میں موافقت۔

قارئین جانتے ہیں کہ کتا نجس ہے وہ اگر کنویں میں گر جائے تو کنواں ناپاک ہو جاتا ہے اور اس کا سارا پانی نکالنا ضروری ہوتا ہے۔ مگر شیعوں کے ہاں صرف پانچ ڈول نکالنے سے کنواں پاک ہو جاتا ہے، جیسا کہ فروع کافی ج ۱ ص ۴ میں ہے کہ،

یکفیک خمس ولاء.

تجھے پانچ ڈول کافی ہیں۔

لیکن غیر مقلدوں کے ہاں پانچ ڈولوں کی بھی ضرورت نہیں جیسا کہ وحید الزمان نے نزل الابرار میں لکھا ہے،

" ولو سقط فی الماء ولم یتغیر لا یفسد الماء وان اصاب فمه الماء ".(نزل الابرار ج ا ص ۳۰)

یعنی اگر کتا پانی میں گر جائے اور پانی کے اوصاف تبدیل نہ ہوں تو پانی پلید نہیں ہوگا۔ اگرچہ اس کا منہ پانی میں ڈوب جائے۔

اس سے دو سطر پہلے اس نے کہا،

ودم السمک طاهر وکذالک الکلب وریقه عند المحققین.(نزل الابرار ج ا ص ۳۰)

اور مچھلی کا خون پاک ہے اور ایسے ہی کتا اور اس کا تھوک بھی پاک ہے۔

لیجئے شیعوں نے تو پانچ ڈول نکالنے کا تکلف کیا تھا مگر غیر مقلدوں نے اسے بھی اٹھا دیا اور کتے کو مطلق پاک کہہ دیا اور تین سطر اس کے بعد لکھا ہے کہ جو شخص کتے کو گود میں اٹھا کر نماز پڑھے اس کی نماز بالکل ٹھیک ہے، اور اس میں کوئی فساد نہیں۔ اس کے الفاظ ہیں،

ولا تفسد صلوة حامله.

یعنی اس کو اٹھانے والے کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔

گویا کتے کے مسئلے میں غیر مقلدوں نے شیعوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا کہ وہ خود بھی پاک ہے اس کا لعاب بھی پاک ہے، اس کو اٹھا کر نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔

حفظ قرآن سے محرومی میں شیعوں اور غیر مقلدوں

کی موافقت۔

شیعہ لوگ اس قرآن پر ایمان نہیں رکھتے، اس لئے ان کا حفظ کی دولت سے محروم ہونا تو سمجھ میں آتا ہے مگر حیرت کی بات یہ ہے کہ غیر مقلدوں میں بھی نسبتاً حافظ بہت کم ہیں، وجہ یہ ہے کہ حدیث حدیث کی رٹ میں قرآن پاک کی اصل عظمت اور حفظ قرآن کی اہمیت ان کے دلوں سے نکال دی ہے۔ ان کے نزدیک اصل چیز حدیث ہی ہے لہذا اس کے ساتھ قرآن پاک کو بھی دیکھنے کے روادار نہیں، جیسا کہ فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں یہ صریح قرآن کے خلاف چلتے ہیں، شوافع اور حنابلہ اگر خلف الامام فاتحہ پڑھتے ہیں تو وہ آیت قرآنی میں جہراً کی تاویل کر لیتے ہیں یعنی مقتدی کو فاتحہ پڑھنا اس وقت منع ہے جب امام جہراً قرأت کر رہا ہو لیکن سراً میں منع نہیں۔ لیکن یہ لوگ مطلقاً قرأت کے قائل ہیں خواہ جہراً ہو یا سراً ہو۔ اور کہتے ہیں کہ **واذا قرئ القرآن** کا نماز سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ تو خطبہ کے متعلق ہے۔ احمق لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ جب خطبہ میں سامعین کی خاموشی مطلوب ہے تو نماز جو نام ہی خشوع اور خضوع کا ہے اور **وقوموا لله قانتين** کا مصداق ہے، اس میں خاموشی کیوں مطلوب نہیں۔ جبکہ اس آیت کے نماز کے متعلق ہونے پر امت کا اجماع بھی ہے۔ حضرت امام احمدؒ فرماتے ہیں۔

اجمع الناس على ان هذه الآية فى الصلوة

آیت کا نماز سے تعلق ایک اجماعی مسئلہ ہے۔

مگر یہ لوگ اپنی خودرائی اور ذہنی آوارگی کی تسکین کے لئے اجماع امت کو بھی رد کر دیتے ہیں۔

وقت واحد کی طلاق ثلاثہ کے ایک ہونے پر شیعوں اور غیر مقلدوں کی موافقت۔

قارئین کرام کو معلوم ہونا چاہیے کہ طلاق ثلاثہ تمام اہل سنت والجماعت حنفی، مالکی، شافعی

اور حنبلی وغیرہ کے ہاں تین ہی قرار دی جاتی ہیں، اور سب کے نزدیک مطلقہ ثلاثہ مغلظہ ہو جاتی ہے، اور بغیر حلالہ صحیحہ کے پہلے خاوند کے پاس بنکاح جدید بھی واپس نہیں آسکتی۔ مگر شیعوں کی ریس میں غیر مقلد کہتے ہیں کہ ایک وقت کی تین طلاقیں تین ہوتی ہی نہیں۔ اور وہ صرف ایک واقع ہوتی ہے، اور وہ بھی رجعی کہ بغیر نکاح جدید کے سابق خاوند اس سے رجوع کر سکتا ہے۔ امت کے اس اجماعی موقف میں سات آٹھ سو سال بعد سب سے پہلے ابن تیمیہ نے رخنہ ڈالا اور تین طلاق کے ایک ہونے کا فتویٰ دیا۔ غیر مقلدین نے ابن تیمیہ کے اس تفرد کی تقلید کی، عجیب بات ہے کہ یہ لوگ آئمہ اربعہ کی تقلید کو حرام کہتے نہیں تھکتے لیکن ابن تیمیہ کی تقلید کو انہوں نے صرف شیعوں کے ساتھ توافق کی وجہ سے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔ حالانکہ جب ابن تیمیہ نے یہ موقف اختیار کیا تھا تو جمہور علماء امت نے اس کی سخت مخالفت کی تھی اور ابن تیمیہ کو اس فتویٰ کے وجہ سے بڑے مصائب کا شکار ہونا پڑا تھا۔ دیکھئے مشہور غیر مقلد عالم ابوسعید شرف الدین دہلوی نے اس کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں،

''یہ (تین طلاق کو ایک ماننے کا مسلک) صحابہ، تابعین و تبع تابعین وغیرہ آئمہ محدثین و متقدمین کا نہیں ہے یہ مسلک سات سو سال بعد کے محدثین کا ہے، جو فتویٰ شیخ الاسلام نے ساتویں صدی کے آخر یا اوائل آٹھویں میں دیا تھا۔ تو اس وقت کے علماء نے ان کی سخت مخالفت کی تھی۔''

نواب صدیق حسن خان صاحب نے اتحاف النبلاء میں جہاں شیخ الاسلام کے تفردات لکھے ہیں اس فہرست میں طلاق ثلاثہ کا مسئلہ بھی لکھا ہے۔ جناب شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے تین طلاق کے ایک مجلس میں ایک ہونے کا فتویٰ دیا تو بہت شور شرابہ ہوا۔ شیخ الاسلام اور ان کے شاگرد ابن قیمؒ پر مصائب برپا ہوئے، ان کو اونٹ پر سوار کرا کے درے مار مار کر شہر میں پھرا کر توہین کی گئی، قید کئے گئے۔ اس لئے کہ اس وقت یہ مسئلہ علامت روافض کی تھی''۔

(اتحاف ص ۳۱۸ بحوالہ عمدۃ الاثاث ص ۱۰۳)

انکار تراویح میں غیر مقلدین اور شیعوں کی موافقت۔

عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اہل سنت اور غیر مقلدین کا تراویح میں اختلاف تعداد رکعات کے متعلق ہے کہ اہل سنت بیس سمجھتے ہیں اور غیر مقلد آٹھ۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں، اصل یہ ہے کہ تراویح کے وجود میں اختلاف ہے، کیونکہ باتفاق اہل سنت تراویح بیس سے کم نہیں ہیں۔ آٹھ رکعات جس کے یہ مدعی ہیں وہ تراویح ہیں ہی نہیں، وہ تو نماز تہجد کی رکعات ہیں۔ اس لئے اکثر محدثین نے آٹھ رکعات والی روایت کو باب التہجد میں نقل کیا ہے قیام رمضان میں نہیں۔ پھر امام ترمذی نے جہاں تراویح کے متعلقہ مذاہب نقل کئے ہیں وہاں بیس تراویح یا چھتیس تراویح کا ذکر کیا ہے مگر آٹھ تراویح کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ گویا امام ترمذی کے زمانے تک تراویح بیس رکعات ہی پڑھی جاتی تھیں۔ یہ تو انگریز کے منحوس دور میں غیر مقلدوں کو آٹھ رکعات کی سوجھی ہے تا کہ اس سے امت حنفیہ میں اختلاف پیدا کیا جائے۔ اور اس مسئلے پر ہر ہر مسجد میں فتنہ وفساد برپا کیا جا سکے۔ تو گویا جن آٹھ رکعات کو یہ تراویح کہتے ہیں وہ تراویح نہیں تہجد کی رکعات ہیں اور جو بیس رکعات تراویح کی ہیں ان کو یہ پڑھتے اور مانتے نہیں۔ اس لحاظ سے ان کا اور شیعوں کا ایک ہی موقف ہے کہ بیس رکعت جو حضرت عمرؓ نے رائج کی تھیں، ہم اس کو نہیں مانتے۔ لہذا دونوں فریق یکساں منکرین تراویح ٹھہرے۔

مسئلہ رجعت میں شیعوں اور غیر مقلدوں کی موافقت۔

ملا باقر مجلسی نے ایک مستقل رسالہ اس مسئلہ میں لکھا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ امام مہدی علیہ السلام مدینہ منورہ جا کر دریافت کریں گے کہ ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ اور ان کے تابعین اور حضرت عائشہ وحفصہ (رضی اللہ عنہما) کہاں مدفون ہیں۔ جب لوگ ان کی قبروں کا نشان دیں گے تو وہ ان کو کھینچ کر زندہ کریں گے اور حضرت علیؓ وحسنین اور ان کی ذریت اور شیعوں کو بھی زندہ کریں گے اور ان کے روبرو اصحاب و ازواج رسول (رضی اللہ عنہن) اور ان

ے اتباع کو طرح طرح کی اذیت پہنچا کر مار دیں گے اور ان کی لاشوں کو درختوں سے لٹکا دیں گے۔ حضرت علی، حسن اور حسین ان کی ذریت اور شیعہ یہ انتقامی منظر دیکھ کر باغ باغ ہو جائیں گے۔ (نعوذ باللہ)

نیز متعدد عالم بن حسین اپنی کتاب دراسات اللبیب کے (ص ۲۱۹) میں لکھتا ہے،

"من مات علی الحب الصادق الامام العصر المهدی علیه السلام ولم یدرک زمانه اذن الله سبحانه ان یحیه فیفوز فوزا عظیما فی حضوره و هذه رجعته فی عهده."

یعنی جو شخص امام مہدی علیہ السلام کی سچی محبت میں مر گیا اگر ان کا زمانہ نہ پایا تو اللہ تبارک وتعالیٰ امام مہدی کو اجازت دیں گے کہ وہ اسے زندہ کر کے اپنے دیدار سے شادکام کریں اور یہ ان کے زمانہ میں اس کی رجعت ہوگی۔

تو گویا شیعوں نے سنیوں اور ان کے پیشواؤں سے انتقام لینے کے لئے رجعت کا عقیدہ گھڑا، اور غیر مقلدوں نے امام مہدی کی زیارت پانے کے لئے اس جھوٹ سے اتفاق کیا، تو دونوں ہی من گھڑت عقیدے میں باہم متفق ہیں۔ حالانکہ اہل سنت والجماعت کے ہاں یہ عقیدہ بالکل مردود ہے۔ چنانچہ امام نوویؒ شارح مسلم لکھتے ہیں کہ رجعت باطل ہے اور معتقد اس کے رافضی ہیں۔ لیکن انہیں پتہ نہیں تھا کہ ایک قوم غیر مقلد بھی آئے گی جو اسی عقیدے کی حامل ہوگی۔

عقیدہ عصمت آئمہ میں شیعوں اور غیر مقلدوں کو موافقت۔

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی تحفہ اثنا عشریہ (مطبوعہ استنبول ص ۳۵۸) پر شیعوں کا عقیدہ نقل کرتے ہیں،

''وشیعہ خصوصاً امامیہ واسماعیلیہ گویند کہ عصمت از خطا در علم واز گناہ در عمل یعنی امتناع صدور کہ خاصہ انبیاء است شرط امام است۔''

کچھ شیعہ امامیہ واسماعیلیہ کہتے ہیں کہ علم وعمل میں خطاء وگناہ سے عصمت انبیاء ہی کی طرح امامت کی شرط ہے۔

حالانکہ یہ عقیدہ قرآن پاک کے خلاف ہے۔اسی طرح غیر مقلد عالم ملا معین دراسات اللبیب کے ص ۲۱۳ پر لکھتا ہے۔

''بارہ اماموں اور حضرت فاطمۃ الزہرا معصوم ہیں، یعنی ان سے خطا کا ہونا محال ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور جو صحابہ کہ مخالف ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت میں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ارث دینے میں، وہ سب کے سب خطاوار ہیں۔اور نیز عصمت آنحضرت ﷺ کی عقلی ہے اور عصمت امام مہدی نقلی''۔دیکھئے غیر مقلدین شیعوں کے اس خلاف کتاب وسنت عقیدے میں کس طرح اشتراک واتفاق کر کے اہل سنت سے خارج ہوتے ہیں۔ (کیونکہ اہل سنت کے ہاں تو صرف انبیاء ہی معصوم ہیں)۔

